صفر المظفر / ربیع الاول 1445ھ | ستمبر 2023ء

جلد: 02 | شمارہ: 09

ویب ایڈیشن

## گھر کی حفاظت

جو رات کو سوتے وقت آیۃُ الکُرسی پڑھے گا، اللہ پاک اسے، اس کے گھر کو اور اس کے آس پاس کے گھروں کو محفوظ فرمادے گا۔(شعب الایمان،2/458،حدیث:2395)

## تمام حاجات پوری ہوں

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن کی ابتدا میں سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرے گا، اس کی تمام حاجات پوری کر دی جائیں گی۔(در منثور،7/38)

# CONTENT


| | | |
|---|---|---|
| حمد و نعت | نعت و منقبت | |
| پیغامِ بنتِ عطار | نیک عمل نمبر 8 اور 10 | 3 |
| تفسیرِ قرآنِ کریم | دعا کی اہمیت | 5 |
| شرحِ حدیث | آگ انسانوں کی دشمن ہے | 7 |
| ایمانیات | میدانِ محشر میں لوگوں کی کیفیت (قسط 15) | 10 |
| فیضانِ سیرتِ نبوی | حضور کے دودھ پینے کی عمر کے واقعات (قسط 3) | 13 |
| معجزاتِ انبیا | حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط 15) | 17 |
| فیضانِ اعلیٰ حضرت | شرحِ سلامِ رضا | 16 |
| فیضانِ امیرِ اہلِ سنت | مدنی مذاکرہ | 21 |
| خاندان میں عورت کا کردار | نومولود کے زیادہ رونے کی وجوہات اور احتیاطیں (قسط 11) | 23 |
| ازواجِ انبیا | سیدہ خدیجہ کی مالی خدمات (قسط 6) | 25 |
| بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات | خدمتِ دین کا جذبہ | 27 |
| رسم و رواج | منگنی (قیمتی تحائف کا تبادلہ) | 28 |
| اخلاقیات | احسان کرنا | 30 |
| اخلاقیات | احسان جتانا | 32 |
| تحریری مقابلہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا مقابلہ | 34 |
| مدنی خبریں | شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز | |

# نعت

## عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جابجا پَرْ تَو فِگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرادے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مرگئے مُنْعَم رگڑ کر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاجِ رُوحُ القُدُس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں وَاللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں اُحُد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اَللّٰہُ اَکْبَر ایڑیاں

اے رضاؔ طوفانِ محشر کے طلاطُم سے نہ ڈر
شاد ہو!ہیں کشتیِ اُمّت کو لنگر ایڑیاں

اَز: امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

حدائقِ بخشش، ص86

# منقبت

## حامیٔ سُنّت اعلیٰ حضرت

دل میں بسا ہے قامتِ زیبا حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت
چشمِ تمنا مَحْوِ سراپا حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

کس سے بیاں ہوں تیرے مَناقِب کس کی سمجھ میں آئیں مَراتِب
شان ہے تیری اَرفع و اعلیٰ حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

ملفوظات احکامِ شریعت مکتوبات بہارِ شریعت
پَند و نَصائح تیرے وَصایا حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

قادریوں کی آنکھ کا تارا رضویوں کا ملجا ماویٰ
اہلِ سُنَن کے گھر کا اُجالا حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

مانا عرب نے تجھ کو یگانہ گایا عرب نے تیرا ترانہ
مانے ہے تجھ کو سارا زمانہ حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

وقتِ سفر دو بج کر اڑتیس ہے تاریخ صفر کی پچیس
جمعہ کے دن دنیا سے سِدھارا حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

فَانِی فِی اللہ بَاقِی بِاللہ چشمِ کرم ایوؔب پہ لِلّٰہ
مرشدِ برحق قبلہ و کعبہ حامیٔ سنّت اعلیٰ حضرت

از: مولانا سیّد ایوب علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

شمائمِ بخشش، ص30

نیک عمل نمبر 8 اور 10

# 63 نیک اعمال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ ہمیشہ اُمّت کی خیر خواہی کے جذبے سے ہماری اصلاح فرماتے رہتے ہیں، چنانچہ آپ نے ہمیں روزانہ کی بنیاد پر اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے لئے جو 63 نیک اعمال کا نیا رسالہ عطا فرمایا ہے، اس کی ترتیب اور سوالات کے جوابات دینے میں ہمارے لئے کافی آسانیاں فراہم کی ہیں، مثلاً اس رسالے میں ایک تو یہ کام کیا گیا ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر جن 47 نیک اعمال کا جائزہ لینا ہوتا ہے ان کی تقسیم کاری یوں فرما دی ہے کہ جو نئی خواتین دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہوتی ہیں، وہ آسانی سے پہلے درجے کے 17 نیک اعمال پر عمل کو اپنا معمول بنا سکتی ہیں۔ اس کے بعد جب وہ کچھ عرصہ دینی ماحول سے وابستہ رہنے کے بعد مزید تنظیمی کاموں اور دینی ماحول کو سمجھ جاتی ہیں تو انہیں اگلے درجے کے 18 نیک اعمال پر بھی عمل کی ترغیب دلائی گئی ہے، پھر مزید تنظیمی ماحول کو سمجھنے واپنانے پر انہیں تیسرے درجے کے 12 نیک اعمال کو بھی اپنی زندگی کا معمول بنانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

پہلے درجے کے 17 نیک اعمال میں سے پہلے 7 سوالات میں نیکیاں کمانے کا ذکر ہے اور ان کی تفصیل پچھلی قسطوں میں گزر چکی ہے۔ اس کے بعد گناہوں سے بچنے کے لئے جو چند طریقے بتائے گئے ہیں ان میں سب سے پہلے آنکھ اور کان کے گناہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ بروزِ قیامت ان کے متعلق بھی ضرور پوچھا جائے گا۔ جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـٴُـوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ15، بنی اسرائیل: 36)

گناہ کر کر کے ہمارے دل سخت ہو چکے ہیں، نفس و شیطان ہمیں نیکیوں کی طرف آنے نہیں دیتے۔ ہم دنیا اور اس کے معاملات میں اس قدر کھو چکی ہیں کہ آخرت کے لیے سوچنے کا وقت ہی نہیں! صرف مال کمانا ہمارا کام رہ گیا ہے۔ نمازوں کا شوق نہ روزوں میں دلچسپی۔ ہم دنیا کے مناظر میں کھو کر بھول گئی ہیں کہ ہمیں اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور پھر ہمارے اعمال ہی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا کہ ہمارا اخروی ٹھکانا جنت ہو گا یا جہنم۔ جنت اگر نعمتوں والی جگہ ہے تو جہنم کی آگ کس قدر سخت ہو گی! اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ترمذی شریف کی ایک حدیثِ پاک میں ہے: دوزخ کی آگ ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سُرخ ہو گئی، پھر ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار سال بھڑکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی اور اب وہ نہایت ہی سیاہ ہے۔[1]

ذرا سوچئے! کیا ہمارا دل نہیں لرزتا؟ کیا ہمیں جہنم سے خوف نہیں آتا؟ ہم گناہ پر گناہ کئے جا رہی ہیں، جہنم کی ہولناکی سے ہمارا کلیجہ کانپتا ہے نہ ہمیں کوئی پریشانی و شرمندگی ہے! شاید اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ معاشرے میں آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی بعض باتیں اتنی زیادہ پائی جا رہی ہیں کہ انہیں گناہ تک تصور نہیں کیا جاتا۔

ندامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہو جاتا<br>
ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے ندامت سے

ترجمہ کنزالایمان: بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔
چنانچہ 63 نیک اعمال کے نئے رسالے میں دو سوال (سوال نمبر 8 اور 10) آنکھوں کو گناہوں سے بچانے کے متعلق شامل کئے گئے ہیں۔

سوال نمبر 8 میں ہے: کیا آج آپ نے آنکھوں کو گناہوں (یعنی بد نگاہی، فلمیں ڈرامے، موبائل پر گناہوں بھری ویڈیوز دیکھنے) سے بچایا؟

اور سوال نمبر 10 میں کچھ یوں ہے: راستے میں چلتے ہوئے یا کار یا بس وغیرہ میں سفر کے دوران خود کو فضول نگاہی سے بچاتے ہوئے کیا آج آپ نے نگاہیں نیچی رکھیں؟ اور بِلا ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے سے اپنے آپ کو بچایا؟ (زہے نصیب! کسی سے بات کرتے وقت سامنے والے کے چہرے پر بلا ضرورت مسلسل نظر جمی رہنے کے بجائے نیچی رہا کرے)

آنکھوں کو گناہوں سے بچانا کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ خود ربِّ کریم نے اپنے پاکیزہ کلام میں مسلمان خواتین کو آنکھوں کی حفاظت کا حکم کچھ یوں ارشاد فرمایا ہے: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (پ18، النور:31) ترجمہ کنز العرفان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ یعنی مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور غیر مردوں کو نہ دیکھیں۔

اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اور حضرت میمونہ بار گاہِ رسالت میں حاضر تھیں کہ حضرت ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے تو حضور نے ہمیں پردے کا حکم فرمایا، میں نے عرض کی: وہ تو نابینا ہیں، ہمیں دیکھ اور پہچان نہیں سکتے۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا: کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں![2]

یاد رہے! عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کو دیکھنے کا ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ عورت کو یقین ہو کہ اجنبی مرد کو دیکھنے سے شہوت پیدا نہیں ہو گی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہر گز نظر نہ کرے۔[3] افسوس! آج سوشل میڈیا کے اس دور میں کئی خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ہر وقت موبائل وغیرہ پر فلموں، ڈراموں اور دیگر گناہوں بھری ویڈیوز دیکھتی رہتی ہیں اور انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کر رہی ہیں جو عذابِ الٰہی کا سبب بن سکتا ہے، کیونکہ ایک حدیثِ پاک میں ہے: اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو، ورنہ اللہ پاک تمہاری شکلیں بگاڑ دے گا۔[4] اسی طرح آج کل خواتین کو ہر وقت پریشانیوں اور دکھوں کی شکایت کرتے ہوئے سنا جاتا ہے، مگر آہ! وہ یہ نہیں جانتیں یا نہیں مانتیں کہ یہ سب کچھ ان کی اپنی وجہ سے ہے جو انہوں نے اپنی آنکھوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ کیونکہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے اپنی آنکھ کو آزاد کر دیا اس کے دُکھ بڑھ گئے۔[5]

اپنی نگاہوں کی حفاظت کیجئے اور انہیں فلموں، ڈراموں اور دیگر گناہوں بھری ویڈیوز دیکھنے کے گناہ سے بچائیے، نگاہوں کی حفاظت کا ایک حل وہ بھی ہے جو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا تھا کہ جب ایک شخص نے ان سے پوچھا تھا کہ وہ بد نگاہی سے چھٹکارے کے لئے کیا کرے؟ تو آپ نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنا یہ ذہن بنا لو کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس سے پہلے اللہ پاک تمہیں دیکھ رہا ہے۔[6] سوشل میڈیا پر وقت گزارنے کے بجائے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کو اپنا لیجئے، اِن شاءَ اللہ دعوتِ اسلامی کا تنظیمی سیٹ اَپ آپ کو زندگی کے ہر ہر لمحے اور ہر ہر موقع پر راہنمائی کرتا نظر آئے گا اور 63 نیک اعمال کا رسالہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اس کی عاملہ بن جائیں اور ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو یہ رسالہ اپنی ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے ان شاءاللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔

---

1 ترمذی، 4/266، حدیث: 2600 2 ترمذی، 4/356، حدیث: 2787 3 تفسیر صراط الجنان، 6/620 4 معجم کبیر، 8/208، حدیث: 7840 5 بحر الدموع، ص 56 6 احیاء العلوم، 5/129

# دعا کی اہمیت

ام حبیبہ عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار گلبہار سیالکوٹ

اللہ پاک کا فرمان ہے: وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ (پ24، المؤمن:60) ترجمہ کنز الایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

امام فخرُ الدّین رازی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن انسان کو اللہ پاک کی عبادت سے ہی فائدہ پہنچے گا، لہٰذا عبادت میں مصروف ہونا انتہائی اہم کام ہے۔ چونکہ دعا اور گڑگڑانا عبادات کی بہترین قسم ہے، اسی لئے اللہ پاک نے اس آیتِ کریمہ میں دعا مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہاں اُدْعُوْنِیْۤ کے متعلق مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد دعا کرنا ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اے لوگو! مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عبادت کرنا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔[1] یا مراد یہ ہے کہ مجھے پکارو میں جواب دوں گا یا مجھ سے بھیک مانگو میں عطا کروں گا۔ بہر حال دعا کرنی ہے۔ رب سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنی بھی عبادت ہے کہ اس کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ اُس عبادت یا دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہے جو قابلِ قبول ہو۔[2] اور دعا وہی قبول ہو گی جس میں ان 5 باتوں کا خیال رکھا جائے گا: ❶ دعا مانگنے میں اخلاص ہو۔ ❷ دعا مانگتے وقت دل کسی اور چیز کی طرف مائل نہ ہو۔ ❸ کسی ممنوع چیز کی دعا نہ ہو۔ ❹ رحمتِ الٰہی پر یقین ہو۔ ❺ دعا کی قبولیت ظاہر نہ ہو تو شکایت نہ کرے کہ دعا مانگی مگر قبول نہ ہوئی۔[3] لہٰذا اگر دعا قبول نہ ہو تو اس کے اسباب پر غور کیجئے جو یہ ہو سکتے ہیں: کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا، اپنی خطا پر نادِم (شرمندہ) نہ ہونا اور گناہوں میں مبتلا رہنا۔[4]

یاد رکھئے! جو ایسی دعا کرے جس میں گناہ و رشتہ داری توڑنے کی کوئی بات شامل نہ ہو تو اللہ پاک اپنے بندے کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور عطا فرماتا ہے: (1) اس کی دعا کا نتیجہ جلد ہی اس کی زندگی میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (2) اللہ پاک (اس دعا کے بدلے) کوئی مصیبت اس بندے سے دور فرما دیتا ہے۔ (3) اس دعا کے بدلے آخرت میں ثواب کا ذخیرہ عطا فرمائے گا۔[5] ایک روایت کے مطابق بندہ (دنیا میں اپنی قبول نہ ہونے والی دعاؤں کا ثواب آخرت میں دیکھ کر) تمنّا کرے گا: کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔[6] لہٰذا اپنے رب سے مانگئے اور خوب مانگئے کہ وہی دعائیں قبول کرنے والا ہے اور دل میں اس وسوسے کو کبھی جگہ نہ دیجئے کہ دعائیں کرتی ہیں قبول نہیں ہوتیں، کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم جو مانگ رہی ہیں وہ ہمارے حق میں بہتر نہ ہو، بلکہ اگر کبھی ہماری مانگی ہوئی چیز فوراً مل جائے تو اسے اللہ پاک کا کرم جانئے اور کبھی دیر سے ملے تو اسے اللہ کی

حکمت سمجھئے اور یقین رکھئے کہ کبھی ہمارا فائدہ کسی دوسری چیز میں ہوتا ہے تو مانگی ہوئی چیز کی جگہ کوئی دوسری عطا ہو جاتی ہے اور کبھی حاجت پوری کرنے میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ ہم عرصے تک دعا میں مصروف رہیں یا کبھی ہم میں ہی سچائی واخلاص وغیرہ کی کمی رہ جاتی ہے، اس لئے منہ مانگی مراد نہیں ملتی۔ چنانچہ اس وقت اللہ پاک کے نیک اور مقبول بندوں اور بندیوں سے دعا کرائی جاتی ہے تاکہ ان کی دعا کے صدقے ہماری بگڑی بن جائے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ جس طرح اللہ پاک کے علاوہ کسی اور سے دعا کروانا جائز ہے، اسی طرح اللہ کے نیک بندوں سے دعا مانگنا بھی جائز ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ سے دعا کرنا عبادت ہے کہ اس میں اپنی بندگی اور رب کی رَبُوبِیَّت (خدا ہونے) کا اقرار و اظہار ہے، لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ کسی بندے سے کچھ مانگنا گویا اس کی عبادت ہے، (کہ کسی کو معبود جان کر اس کی عبادت کرنا) یہ شرک ہے، لہٰذا حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے مانگنا، حاکم سے، حکیم سے، مالداروں سے کچھ مانگنا نہ یہ اصطلاحی دعا ہے اور نہ کفر و شرک۔ بندے بندوں سے دارو و دعا مانگا ہی کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ دعائے شرعی اور ہے اور دعائے لُغوی کچھ اور۔ جیسے صلوٰۃ شرعی اور ہے یعنی نماز، دعا۔ لُغوی کچھ اور (جیسے) نزولِ رَحمت، دعائے رَحمت وغیرہ، رب فرماتا ہے: اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ یہاں صلوٰۃِ شرعی مراد ہے اور صَلُّوْا عَلَیْهِ میں صلوٰۃِ لغوی مراد۔ یا یوں کہو کہ اللہ کے بندوں سے دعا مانگنا رب کی عبادت ہے نہ کہ ان بندوں کی، جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا رب کی عبادت ہے نہ کہ کعبہ کی۔[7]

دعا کی اہمیت: اللہ پاک سے بھلائی مانگنے کو چونکہ دُعا کہتے ہیں،[8] اس لئے ضرور ضرور اپنے رب سے دعائیں مانگتی رہئے، کیونکہ اللہ پاک اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اس کی بارگاہ میں اپنے ہاتھوں کو اٹھائے اور وہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔[9] بلکہ بندہ جب دعا کرتے ہوئے یارب! یارب! کہتا ہے تو اللہ پاک فرماتا ہے: میرے بندے! میں حاضر ہوں، مانگ! دیا جائے گا۔[10] اور جو اللہ پاک سے دعا نہیں مانگتا اللہ پاک اس پر غضب فرماتا ہے۔[11] یاد رکھئے! ☆ بارگاہِ الٰہی میں کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں۔[12] ☆ دعا سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔[13] ☆ دعا عبادت کا مغز،[14] رحمت کی چابی[15] اور اللہ پاک کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔[16]

آدابِ دعا: دعا کے آداب یہ ہیں: ☆ دعا قبلہ کی طرف منہ کر کے مانگی جائے۔ ☆ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب دعا مانگتے تو ہتھیلیوں کا پیٹ اپنے چہرۂ انور کی طرف رکھتے۔[17] ☆ دعا مانگتے وقت آواز نہ آہستہ ہو کہ خاموشی لگے اور نہ زیادہ بلند ہو۔[18] ☆ دعا میں حالت عاجزی و انکساری والی ہو۔[19] ☆ دعا کرتے وقت دعا کی قبولیت کا یقین ہو۔ ☆ مسنون و منقول دعاؤں کو کافی سمجھا جائے۔[20] دعا کی شروعات ذِکْرُ اللہ سے کی جائے۔[21] ☆ دعا یوں نہ کی جائے: یااللہ! اگر تُو چاہے تو میری مغفرت فرما۔ یااللہ! اگر تُو چاہے تو مجھ پر رحم فرما! بلکہ دعا میں اصرار کرے کیونکہ اللہ پاک جو چاہتا ہے کرتا ہے، اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔[22] ☆ دعا کیلئے اچھے اوقات کا خیال رکھا جائے جیسے 9 ذِی الْحِجَّہ کا دن، ماہِ رمضان، روزِ جمعہ اور سحر کا وقت۔[23] ایک قول کے مطابق نمازیں بہترین اوقات میں مقرر کی گئی ہیں، لہٰذا نمازوں کے بعد دعا ضرور مانگنی چاہئے۔[24] ایک حدیث کے مطابق اذان و اقامت کے درمیان دعا مانگنا چاہئے کہ اس وقت یہ رد نہیں ہوتی۔[25]

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں دعا کی اہمیت سمجھنے اور دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے کہ دعا کو مومن کا ہتھیار کہا گیا ہے۔ اٰمین بجاہِ النبی النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) تفسیر کبیر، 9/527 (2) تفسیر نور العرفان، ص755 (3) تفسیر خزائن العرفان، ص873 ملخصاً (4) فضائل دعا، ص153، 154 (5) مستدرک، 2/163، حدیث: 1859 (6) مستدرک، 2/165، حدیث: 1862 (7) مراۃ المناجیح، 3/294 (8) آدابِ دعا، ص2 (9) ترمذی، 5/326، حدیث: 3567 (10) مسند الفردوس، 1/286، حدیث: 1122 (11) ترمذی، 5/244، حدیث: 3384 (12) ترمذی، 5/243، حدیث: 3381 (13) ترمذی، 5/318، حدیث: 3551 ماخوذاً (14) ترمذی، 5/243، حدیث: 3382 (15) مسند الفردوس، 2/224، حدیث: 3086 (16) تاریخِ ابنِ عساکر، 22/158 (17) معجم کبیر، 11/344، حدیث: 12234 (18) احیاء العلوم مترجم، 1/912 (19) احیاء العلوم مترجم، 1/916 (20) احیاء العلوم مترجم، 1/916 (21) احیاء العلوم مترجم، 1/918 (22) مسلم، ص1105، حدیث: 6813 (23) احیاء العلوم مترجم، 1/908 (24) احیاء العلوم مترجم، 1/909 (25) ترمذی، 5/342، حدیث: 3605

# آگ انسانوں کی دشمن ہے

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مدینے شریف میں ایک گھر رات کے وقت گھر والوں سمیت جل گیا۔ جب یہ بات حضور نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے، لہٰذا جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔[1]

## شرحِ حدیث

**آگ کی دشمنی سے مراد:** علامہ بدرُ الدین عینی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آگ ہماری دشمن اس لحاظ سے ہے کہ اس سے بھی نقصان کا خطرہ رہتا ہے جیسے دشمن سے ہوتا ہے۔ ہم کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ اس سے قریب ہوں گے تو یہ ہمیں جلائے گی اور ہم سے منہ نہیں موڑے گی۔[2]

**آگ بجھانے کا حکم بطورِ مشورہ ہے:** حضرت امام نَوَوی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سونے سے پہلے چراغ وغیرہ بجھانے کا حکم بطور مشورہ ہے، کیونکہ اس میں کئی دنیاوی حکمتیں ہیں جو دینی حکمتوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ جیسے جان و مال کو نقصان پہنچانے والی چیزوں سے بچانا ضروری ہے۔ (چونکہ آگ سے بھی جان و مال کو خطرہ ہے اس لیے اس سے احتیاط کا مشورہ دیا گیا۔)[3]

**کون سی آگ نہ بجھانے کی رخصت ہے؟** حضرت شیخ عبدُ الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: آگ چراغ کی صورت میں ہو یا اس کے علاوہ (مثلاً موم بتی وغیرہ) ہر قسم کی آگ بجھا کر سوؤ البتہ لٹکانے والی لالٹین روشن رہنے میں حرج نہیں۔ کیونکہ اس سے آگ لگنے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر ضرورتاً گھر میں آگ کو کسی ایسے طریقے سے محفوظ کر دیا جائے کہ نقصان کا خطرہ نہ رہے تو روشن رہنا ممنوع نہیں۔[4]

یاد رہے! آگ اللہ پاک کی نعمت ہے کہ ہم کھانا پکانے، پانی گرم کرنے، دودھ اُبالنے اور دیگر ضروریاتِ زندگی وغیرہ پوری کرنے میں اس سے مدد لیتی ہیں، لیکن یہی آگ ہماری بے احتیاطی کی وجہ سے تکلیف کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ بلاضرورت آگ کے قریب نہ جائیں اور جس جگہ آگ لگ چکی ہو وہاں سے بھی دور رہیں اور ہمیشہ اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ و رسول کا ہر حکم حکمت سے بھرپور ہوتا ہے، چنانچہ حضور کا سوتے وقت آگ بجھانے کا حکم دینا اگرچہ مشورے کے طور پر ہے، مگر ہمیں اس پر ہر صورت میں عمل کرنا چاہئے۔ کیونکہ ذرا سی بے احتیاطی بہت بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے اور آئے دن سننے میں آتا ہے کہ فلاں گھر یا فیکٹری میں آگ لگ گئی۔ عموماً آگ لگنے کے واقعات میں زیادہ تر جو وجہ سامنے آتی ہے وہ بے احتیاطی ہی ہوتی ہے اور تھوڑی سی بے احتیاطی و لاپروائی جانی و مالی نقصان کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ مثلاً نیویارک جیسے ترقی یافتہ شہر کے متعلق ایک دس سالہ رپورٹ جاری کی گئی جس میں بتایا گیا ہے کہ وہاں آگ لگنے کی وجوہات میں اگرچہ کمی واقع ہوئی ہے مگر موم بتیوں سے آگ لگنے کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بلکہ موم بتیوں سے آگ لگنے کی تعداد تین گنا ہو گئی ہے۔ موم بتیوں سے 33 فی صد سے زیادہ آگ لگنے کے واقعات ان کو بغیر نگرانی جلانے یا جلتی چھوڑ کر جانے سے واقع ہوئے۔ 25 فی صد واقعات شعلوں کے قریب جلد آگ پکڑنے والی چیز جیسے پردے یا کاغذ کی وجہ سے ہوئے۔ موم بتیوں کی آگ سے جلنے والے گھروں میں مرنے والوں کی آدھی تعداد 20 سال

سے کم عمر تھی، زیادہ تر 5 سے 9 سال کی عمر کے تھے۔[5] جب یہ حال ایک ترقی یافتہ ملک کا ہے تو سوچئے جو ممالک ابھی ترقی کر رہے ہیں ان کا حال کیا ہو گا؟

اگر موم بتیاں جلانی ہی ہوں تو ان احتیاطوں پر ضرور عمل کیجئے: ☆ شعلوں سے محفوظ شیڈ یا گلوب والی موم بتی استعمال کیجئے۔ ☆ مضبوط دھات، شیشے یا مٹی کا بنا شمع دان استعمال کیجئے۔ ☆ جلد آگ پکڑنے اور سجاوٹ والی موم بتیاں استعمال نہ کیجئے۔ ☆ موم بتیوں کو پردوں، سجاوٹی سامان اور بستر وغیرہ سے کم از کم 4 فٹ دور رکھیے۔ ☆ موم بتیوں کو بچوں اور پالتو جانوروں کی پہنچ سے دور رکھیے۔ ☆ کمرے سے باہر نکلیں تو موم بتیاں بجھا دیجئے۔ ☆ موم بتی کو آخر تک جلنے سے پہلے بجھا دیں۔ ☆ جلتی ہوئی موم بتی کو بغیر نگرانی ہر گز نہ چھوڑیئے۔ ☆ رات کو سوتے وقت موم بتی ہمیشہ مکمل طور پر بجھا دیجئے۔ ☆ موم بتی کبھی بھی واش روم کے فلیش اور لکڑی یا پلاسٹک کے ٹیبل وغیرہ پر نہ رکھیے کہ آپ کی چھوٹی سی بھول کسی بڑے نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

موم بتی کے استعمال کے علاوہ گھروں میں آگ لگنے کے اہم اسباب میں سے بجلی کا شارٹ سرکٹ ہونا اور ان چیزوں کا چولہے وغیرہ کے قریب رکھنا بھی ہے جو عام طور پر جلد آگ پکڑ لیتی ہیں یا پھر گیس کا کہیں سے لیک ہونا بھی زیادہ تر حادثات کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو بنیادی طور پر دو ہی وجہیں سامنے آتی ہیں کہ شارٹ سرکٹ ہو گا یا پھر کچن کی وجہ سے آگ لگے گی۔ آیئے! ایک مختصر جائزہ لیتی ہیں تاکہ گھر میں ان وجہوں کے سبب آگ لگ جائے تو کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں:

**شارٹ سرکٹ کی وجوہات اور احتیاطی تدابیر:** بجلی کے آلات کا درست استعمال نہ کرنا یا غیر معیاری بجلی کی تاریں اور ناقص میٹریل کا استعمال کرنا شارٹ سرکٹ کی بہت بڑی وجوہات ہیں۔ لہٰذا شارٹ سرکٹ سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ اچھی اور معیاری بجلی کی تاروں سے وائرنگ کروائی جائے اور دیگر آلات یعنی سوئچز وغیرہ بھی معیاری ہوں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی خوب یاد رکھنے والی ہے کہ جب کوئی سوئچ اور پلگ وغیرہ استعمال کرنے پر خوب گرم محسوس ہو تو اس سے دو چیزیں مراد ہو سکتی ہیں: ❶ یہ کم وولٹیج کے لئے بنا ہے اور آپ اس پر زیادہ لوڈ ڈال رہی ہیں، اسی طرح ایکسٹینشن کی بھی بجلی کا لوڈ برداشت کرنے کی ایک حد ہوتی ہے، مثلاً وہ 10 ایمپیئر کا لوڈ برداشت کر سکتی ہے لیکن جب آپ اس پر ایک سے زیادہ چیزیں چلاتی ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کا لوڈ مل کر 10 ایمپیئر سے زیادہ ہو جائے! ❷ ساکٹ یا سوئچ بورڈ وغیرہ کی تاریں لوز ہیں۔ بسا اوقات تاروں کے لوز ہونے کی وجہ سے سوئچ یا پلگ وغیرہ سے ہلکی ہلکی اسپارک کی آواز بھی آتی رہتی ہے جو نقصان دہ ہے اور کسی بھی وقت شارٹ سرکٹ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ گھر میں اگر کبھی آپ کا سامنا شارٹ سرکٹ سے ہو جائے خواہ آگ لگے یا نہ لگے، فوری طور پر سب سے پہلے بجلی بند کر دیجئے یعنی سوئچ ہی آف کر دیجئے یا بہتر ہے کہ مین سوئچ ہی آف کر دیجئے اور فوری طور پر کسی ماہر کو بلوا کر معاملہ حل کروایئے ورنہ بجلی کی تاریں جل کر مزید شارٹ سرکٹ اور کرنٹ لگنے کا سبب بن سکتی ہیں۔

**کچن کی وجہ سے لگنے والی آگ اور اس سے بچاؤ کی تدابیر:** کچن کے ذریعے گھروں میں جو آگ لگتی ہے، اس کا ایک بہت بڑا سبب ناقص گیس سلنڈر یا گیس کے پائپ کا استعمال بھی ہے، اسی طرح کچن میں کھانا پکاتے ہوئے بے دھیانی بھی آگ لگنے کا ایک بہت بڑا سبب ہے جو عموماً بچوں کی طرف متوجہ ہونے یا فون وغیرہ پر مصروف ہونے یا کسی بھی کام کی غرض سے کچن سے باہر جانے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا کچن میں کھانا پکاتے ہوئے ان باتوں کا خاص خیال رکھیے: ☆ چولہا جلانے سے پہلے یقین کر لیجئے کہ کچن میں گیس جمع نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ کہیں سے گیس لیک ہو رہی ہو! یا آپ یا کوئی اور چولہا

آن چھوڑ گیا ہو! یا یہ بھی ممکن ہے کہ کھانا پکاتے ہوئے گیس بند ہو گئی ہو اور آپ نے چولہا بند نہ کیا ہو اور اب گیس کچن میں بھر چکی ہو! اگر آپ کو کچن میں گیس کی بو آئے تو آگ نہ جلائیے، بلکہ سب سے پہلے یہ دیکھیے کہ گیس کہاں سے لیک ہو رہی ہے پھر اسے فوری بند کر دیجئے۔ ☆ کھانا پکاتے ہوئے چھوٹی اور تنگ آستین پہنئے یا پھر ڈھیلے ڈھالے لباس پر ایپرن کا استعمال کیجیے کہ لٹکتے دوپٹے، کھلے بال، ڈھیلے ڈھالے لباس اور لمبی آستینیں عموماً آگ پکڑنے یا برتنوں کے دستوں میں پھنس جانے کا سبب بنتے ہیں۔ ☆ چولہا جل رہا ہو تو بچوں کو نزدیک نہ آنے دیجئے۔ ☆ برتنوں کے دستے دیوار کی طرف رکھیے تاکہ الٹ جانے یا گر جانے کا خطرہ نہ رہے۔ ☆ چولہے کے قریب تولیہ، کاغذ، برتن پکڑنے کی چیزیں یا اور کوئی آگ پکڑنے والی چیز نہ رکھیے۔ ☆ کڑھائی میں کھانا پکاتے ہوئے آگ لگ جائے تو اس پر ڈھکن رکھ دیجیے اور پانی استعمال مت کیجیے۔

**آگ لگ جائے تو کیا کریں؟** اگر خدانخواستہ گھر میں آگ لگ جائے تو دیکھنے میں آیا ہے کہ گھر میں صرف خواتین ہی موجود ہوتی ہیں کوئی مرد نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ ایسے موقع پر گھبراہٹ کا شکار ہو جاتی ہیں اور انہیں فوری طور پر سمجھ نہیں آتا کہ کیا کریں! لہٰذا انہیں چاہیے کہ اپنے ہوش وحواس کو قائم رکھیں اور جس قدر ممکن ہو ابتدائی تدابیر اختیار کریں یعنی آگ بجھانا ممکن ہو اور آگ بجھانے کے آلات بھی ہوں تو بجھانے کی کوشش کریں یا پھر آگ کو مزید پھیلنے سے روکنے کی کوشش کریں مثلاً ☆ قریب کی ہر وہ چیز دور کر دیں جس کو آگ لگ سکتی ہو ☆ اس جگہ کی بجلی بند کر دیں ☆ اس کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں تاکہ ہوا آگ کو مزید نہ پھیلائے اور اگر آگ کنٹرول سے باہر ہو جائے تو فوری طور پر گھر میں موجود بچوں کو حفاظت کے ساتھ باہر لے جانے کی کوشش کریں اور فائر بریگیڈ اور دیگر امدادی ٹیموں کے آنے کا انتظار کریں۔ ☆ اگر باہر نکلنا ممکن نہ ہو تو بھی حواس قابو میں رکھیں اور کوشش کر کے عمارت کی چھت پر چلی جائیں۔ کیونکہ کھلی جگہ پر جانے سے صاف ہوا میں سانس لینا آسان ہو گا۔ ☆ دھواں اور درجۂ حرارت بڑھ جائے تو خود کو گیلا رکھنے، کپڑا گیلا کر کے منہ پہ رکھ لینے اور پانی پیتے رہنے سے جسم میں پانی کی کمی ہونے کے عمل کو سست کیا جا سکتا ہے۔ ☆ دھواں زیادہ ہو تو زمین کے نزدیک رہنے کی کوشش کریں اور کھڑی ہونے کی غلطی نہ کریں۔ ☆ موبائل فون یا دوسری اہم چیزوں کی فکر نہ کریں۔

**سو باتوں کی ایک بات:** اگر فرمانِ مصطفےٰ پر عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں گی یعنی آگ کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کریں گی تو یقیناً ہر طرح کے جانی ومالی نقصان سے محفوظ رہیں گی، نیز آگ سے حفاظت کے لئے ہمارے بزرگوں نے کچھ وظیفے بھی بتائے ہیں، ان پر عمل کی برکت سے بھی آگ سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر (کوئی) سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تورات بھر وہ مکان چوری، آگ اور اچانک آنے والی آفات سے محفوظ رہے گا۔[6] نیز اگر ہو سکے تو سونے سے پہلے 21 بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لے تو ان شاء اللہ آفتوں اور اچانک موت سے حفاظت ہو گی۔[7] اصحابِ کہف کے نام اگر لکھ کر دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، کہیں آگ لگی ہو اور یہ نام کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔[8] اصحابِ کہف کے نام ایک روایت کے مطابق یہ ہیں: مکسلمینا، یملیخا، مرطونس، بینونس، سارینونس، ذو نوانس، کشفیط طنونس اور اُن کے کتے کا نام قطمیر ہے۔[9]

اللہ پاک ہمیں اچانک آفات اور آگ کے نقصانات سے محفوظ فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 4/186، حدیث: 6294 (2) عمدۃ القاری، 15/401، تحت الحدیث: 6294 (3) دلیل الفالحین، 1/424، تحت الحدیث: 162 ملخصاً (4) اشعۃ اللمعات، 3/569 ملخصاً (5) 1pager.indd (nyc.gov) (6) اسلامی زندگی، ص130 (7) بیمار عابد، ص27 (8) تفسیر جمل، 4/409 (9) تفسیر خازن، 3/207

# میدانِ محشر میں لوگوں کی کیفیت (قسط15)

سلسلہ: ایمانیات

شعبہ ماہنامہ خواتین

روزِ قیامت لوگوں کی مختلف حالتیں ہوں گی، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: یَوْمَىٕذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ﳔ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْؕ(۶) (پ30، الزلزال:6) ترجمہ: اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ اس آیت کا ایک معنیٰ یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے حساب کی جگہ کی طرف مختلف حالتوں میں لوٹیں گے کہ کسی کا چہرہ سفید ہو گا اور کسی کا چہرہ سیاہ ہو گا، کوئی سوار ہو گا اور کوئی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا پیدل ہو گا، کوئی امن کی حالت میں ہو گا اور کوئی خوفزدہ ہو گا تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔[1] تفسیر نور العرفان میں مزید یوں وضاحت کی گئی ہے کہ قیامت کے دن مُردے قبروں سے نکل کر مختلف حالات میں محشر کی طرف جائیں گے، کوئی سواری پر تیز یا سست اور کوئی پیدل، کوئی منہ کے بل، کوئی اندھا کوئی انکھیارا، کوئی کالا کوئی گورا۔[2] ایک قول یہ ہے کہ مومن مومنوں کی طرف اور کفار کفار کی طرف لوٹیں گے، نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایمان والے اور تمام ادیان کے ماننے والے الگ الگ لوٹیں گے اور یہ سب اس لئے ہو گا تاکہ وہ لوگ اپنے اعمال چاہے نیک ہوں یا بُرے کا بدلہ دیکھ لیں۔[3]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی: یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًاۙ(۱۸) (پ30، النبا:18) ترجمہ کنز الایمان: جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔ تو میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اس کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا: میری امت کا حشر دس گروہوں کی صورت میں ہو گا: ایک قسم بندروں کی صورت پر ہو گی، یہ قدریہ[4] ہوں گے، دوسری قسم سؤر کی شکل پر ہو گی یہ مرجئہ[5] ہوں گے، تیسری قسم کتّوں کی شکل میں ہو گی یہ حروریہ[6] ہوں گے، چوتھی قسم گدھوں کی صورت پر ہو گی یہ رافضی[7] ہوں گے، پانچویں قسم چیونٹیوں کی صورت پر ہو گی یہ تکبر کرنے والے ہوں گے، چھٹی قسم چار پیر والے جانوروں کی صورت پر ہو گی یہ سود کھانے والے ہوں گے، ساتویں قسم درندوں کی صورت پر ہو گی یہ زندیق (یعنی بے دین) ہوں گے، آٹھویں قسم کے لوگوں کو منہ کے بل جمع کیا جائے گا یہ تصویر بنانے والے، سامنے اور پیچھے سے عیب بیان کرنے والے اور چغل خور ہوں گے، نویں قسم سواروں کی ہو گی جو مُقَرَّبِیْن ہوں گے اور 10ویں قسم پیدل چلنے والوں کی ہو گی جو یمین والے (یعنی عام جنتی) ہوں

گے۔[8] جبکہ خطیبِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیثِ پاک کو یوں روایت کیا: میری اُمّت کا حشر 10 الگ الگ قسموں پر ہو گا: ان میں سے بعض بندر کی صورت میں ہوں گے یہ چغل خور ہوں گے۔ بعض سؤر کی شکل پر ہوں گے اور یہ ناجائز و حرام مال کھانے اور ظلماً ٹیکس لینے والے ہوں گے۔ بعض اوندھے ہو کر آئیں گے، ان کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہوں گے، انہیں چہروں کے بل گھسیٹا جائے گا یہ سود کھانے والے ہوں گے۔ بعض اندھے ہوں گے جو یہاں وہاں بھٹک رہے ہوں گے یہ ناانصافی سے فیصلہ کرنے والے ہوں گے۔ بعض گونگے بہرے ہوں گے کہ کچھ نہیں سمجھتے ہوں گے، یہ اپنے اعمال پر خود پسندی کرنے والے ہوں گے۔ بعض اپنی زبانوں کو چبا رہے ہوں گے، ان کی زبانیں سینوں پر لٹکتی ہوں گی، ان کے منہ سے پیپ بہہ رہی ہو گی اور تمام محشر والے اُن سے گھن کریں گے۔ یہ وہ علما اور واعظین ہوں گے جن کی بات اور عمل میں فرق تھا۔ بعضوں کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں گے، یہ پڑوسیوں کو تکلیف دینے والے ہوں گے۔ بعضوں کو آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی، یہ لوگوں کی جھوٹی شکایتیں بادشاہ تک پہنچانے والے ہوں گے۔ بعض کی بدبو مردار کی بدبو سے بھی بُری ہو گی، یہ شہوات اور لذّات سے فائدہ اٹھانے والے اور اپنے مالوں میں سے اللہ پاک کا حق ادا نہ کرنے والے ہوں گے اور بعض کو تارکول کی چادریں پہنائی جائیں گی، یہ فخر و تکبر کرنے اور اترانے والے ہوں گے۔[9]

**روزِ قیامت اللہ پاک کا ڈائریکٹ کلام فرمانا:** اللہ پاک قیامت کے دن اپنے بندوں سے ڈائریکٹ اس طرح کلام فرمائے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو گا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے: عنقریب اللہ پاک تم میں سے ہر ایک سے اس طرح کلام کرے گا کہ درمیان میں کوئی ترجمہ کرنے والا نہ ہو گا۔ جب انسان اپنی سیدھی طرف دیکھے گا تو اسے صرف اپنے بھیجے ہوئے اعمال دکھائی دیں گے اور الٹی طرف دیکھے گا تب بھی اپنے آگے بھیجے ہوئے عمل ہی نظر آئیں گے۔ سامنے دیکھے گا تو جہنم کی آگ نظر آئے گی، لہٰذا آگ سے بچو! چاہے کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی ممکن ہو۔ اور ایک روایت کے مطابق کسی اچھی بات سے ممکن ہو۔[10] البتہ! بعض لوگ ایسے ہوں گے جن سے اللہ پاک کلام نہ فرمائے گا۔ چنانچہ ایسے لوگوں کا تذکرہ قرآن میں یوں کیا گیا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (پ2، البقرۃ:174) ترجمہ کنز الایمان: وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا۔

احادیثِ مبارکہ میں بھی ایسے کئی لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جن سے اللہ پاک قیامت کے دن کلام نہ فرمائے گا۔ چنانچہ مختلف احادیث میں ایسے ہی جن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں: ☆ اپنے تہبند کو (تکبر کے ساتھ) لٹکانے والا ☆ احسان جتانے والا۔[11] ☆ بوڑھا زانی ☆ جھوٹا بادشاہ ☆ متکبر فقیر۔[12] ☆ وہ شخص جو کسی جنگل میں اضافی پانی کا مالک ہو اس کے باوجود وہ مسافر کو پانی پلانے سے انکار کر دے ☆ وہ شخص جو صرف دنیا کی خاطر کسی امام کے ہاتھ پر بیعت کرے، اگر وہ امام اسے دنیا عطا کرے تب تو وہ اس کی وفاداری کرے اور اگر وہ اسے دنیا عطا نہ کرے تو بے وفائی کرے ☆ وہ شخص جس نے عصر کے بعد کوئی سودا بیچا اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ یہ ایسے ایسے یا اتنے اتنے کا ہے، گاہک نے اسے سچ مان لیا حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔[13] یعنی جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا، جبکہ ایک روایت میں ہے کہ ایسا شخص اللہ پاک کے نام کو کھیل بنا لیتا ہے کہ اس کی قسم کھا کر چیز خرید تا ہے اور اس کی قسم کھا کر ہی چیز بیچتا ہے۔[14]

**سب سے زیادہ چیخنے والے لوگ:** قیامت کے دن سب سے زیادہ چیخنے والے لوگ یہ ہوں گے: ☆ جس نے کوئی گمراہی ایجاد کی اور لوگ اس پر چل پڑے۔ ☆ وہ شخص جس میں بُری عادات پکی ہو گئی تھیں اور ☆ وہ فارغ شخص جس نے اللہ پاک کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی میں لگایا ہو گا۔[15]

**ناممکن کام کرنے کا حکم دیا جائے گا:** بعض لوگوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے قیامت کے دن ایسے کام کرنے کا حکم دیا جائے جو وہ کبھی بھی نہ کر پائیں گے۔ چنانچہ ☆ جس نے ایسا

خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہیں تھا تو بروزِ قیامت اسے جَو کے دو دانوں میں گرہ لگانے کا پابند کیا جائے گا اور وہ ہرگز ان کے درمیان گرہ نہ لگا پائے گا۔(16) ☆جو شخص دنیا میں (جاندار کی) کوئی تصویر بنائے گا تو قیامت کے دن اسے پابند کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک اور وہ روح نہ پھونک سکے گا۔(17) ☆قیامت کے دن پانی کی ملاوٹ والا دودھ بیچنے والے شخص سے کہا جائے گا کہ اس دودھ میں سے پانی الگ کر۔(18)

**دھوکے باز کی پہچان:** حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک دھوکے باز (اور غدار) کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا کھڑا کر کے کہا جائے گا: آگاہ ہو جاؤ! یہ فلاں بن فلاں کی دھوکے بازی ہے۔(19) جبکہ ایک روایت میں ہے کہ جب ایک شخص کسی کو جان کی امان دے کر اس کو قتل کر دے تو قیامت کے دن ایسا شخص دھوکے بازی کا جھنڈا اٹھائے گا۔(20) امام قرطبی فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں لوگوں کے پاس مختلف جھنڈے ہوں گے، کسی کے پاس ذلّت کا جھنڈا ہو گا تو کسی کے پاس تعریف اور عزت افزائی کا۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس حمد و بزرگی کا جھنڈا ہو گا، جبکہ اپنے امرؤ القیس کے پاس جہنمی شاعروں کا جھنڈا ہو گا جو انہیں ساتھ جہنم میں لے جائے گا۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ جو شخص بھی کسی کام میں چاہے وہ اچھا کام ہو یا بُرا لوگوں کا امام ہو گا، قیامت کے دن اسے اس کے کام کے مطابق عزت یا ذلت کا جھنڈا دیا جائے گا جس سے اس کی شناخت ہو گی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اولیائے کرام اور دیگر نیک لوگوں کو بھی ان کے عزت و تعظیم کے لئے جھنڈے عنایت کئے جائیں، بھلے دنیا میں وہ زیادہ مشہور نہ بھی ہوں۔(21) (اللہ پاک کے نیک بندوں کے پاس جو جھنڈے ہوں گے، ان کی تفصیل ان شاء اللہ شفاعت سے متعلق شائع ہونے والی قسطوں میں بیان ہو گی)

**قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کس کو ہو گا؟** اگرچہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ بروزِ قیامت سب سے سخت عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اس کے علم نے فائدہ نہ پہنچایا۔(22) ایک روایت کے مطابق قیامت کے دن لوگوں میں اللہ پاک کے ہاں سب سے بدترین مقام اس عالم کا ہو گا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا۔(23) مگر اس حوالے سے دیگر روایات میں اور لوگوں کا بھی ذکر ہے جنہیں قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ہو گا۔ وہ روایات یہ ہیں: ☆قیامت کے دن سخت ترین عذاب اسے ہو گا جس نے انبیائے کرام کو گالی دی ہو گی، پھر اسے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی ہو گی اور پھر اسے جس نے مسلمانوں کو گالی دی ہو گی۔(24) ☆روزِ قیامت سب سے سخت عذاب (جاندار کی) تصویر بنانے والوں کو ہو گا۔(25) ☆قیامت کے دن سخت ترین عذاب ظالم حاکم کو ہو گا۔(26) ☆قیامت کے دن سب سے سخت عذاب انہیں ہو گا جو دنیا میں لوگوں کو سخت تکلیف دیتے تھے۔(27)

**درست وضو نہ کرنے والے کی حالت:** خشک ایڑیوں کیلئے جہنّم کا عذاب ہے۔(28) جو پانی سے اپنی انگلیوں کا خلال نہ کرے اللہ پاک روزِ قیامت آگ سے ان کا خِلال کروائے گا۔(29) کیونکہ پانی اگر انگلیوں کے درمیان تک بغیر خلال کئے نہ پہنچے تو ایسی صورت میں خلال کرنا واجب اور اس کے چھوڑنے پر یہ سزا ہے ورنہ خلال کرنا مستحب ہے۔(30)

---

(1) تفسیر روح البیان، 10/ 493 (2) تفسیر نور العرفان، ص991 (3) تفسیر الحسنات، 7/ 1479 (4) قدریہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے، اُن کے نزدیک بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ (5) مرجیہ فرقہ کے نزدیک مسلمان کو کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جس طرح کافر کو کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی۔ (6) حروریہ: خارجی فرقے کا وہ گروہ جو حروراء بستی میں رہتا تھا۔ (7) رافضی فرقہ جو صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ (8) ابن عساکر، 32/ 384، حدیث: 6697 (9) تفسیر قرطبی، الجزء التاسع عشر، 10/ 124 (10) بخاری، 4/ 578، حدیث: 7512 (11) مسلم، ص65، حدیث: 293 (12) مسلم، ص66، حدیث: 296 (13) بخاری، 4/ 478، حدیث: 7212 (14) معجم کبیر، 6/ 246، حدیث: 6111 (15) المجالسہ و جواہر العلم، 3/ 209، حدیث: 3375 (16) بخاری، 4/ 422، حدیث: 7042 (17) بخاری، 4/ 422، حدیث: 7042 (18) شعب الایمان، 4/ 334، حدیث: 5310 (19) بخاری، 4/ 149، حدیث: 6178 (20) ابن ماجہ، 3/ 296، حدیث: 2688 (21) التذکرہ، ص286 تا 287 (22) معجم صغیر، 1/ 182، حدیث: 508 (23) الزھد لابن مبارک، 1/ 14، رقم: 40 (24) حلیۃ الاولیاء، 4/ 100، حدیث: 4894 (25) بخاری، 4/ 87، حدیث: 5950 (26) مسند ابو یعلیٰ، 1/ 464، حدیث: 1083 (27) مسند حمیدی، 1/ 256، حدیث: 562 (28) مسلم، ص120، حدیث: 566 (29) معجم کبیر، 22/ 64، حدیث: 156 (30) فتح القدیر، 1/ 26، 27

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو چونکہ سب سے زیادہ سیدہ حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی کہ جن کا نام ہی حلم و وقار اور سعادت والا ہے اور وہ اس قبیلہ بنی سعد بن بکر سے تعلق رکھتی ہیں جن کی آب و ہوا کا خوشگوار، زبان کا میٹھا اور فصیح و بلیغ ہونا مشہور و معروف ہے۔[1]

رضاعت بھی چونکہ نسب کی طرح ہی ہے، کیونکہ دودھ کی بھی ایک خاص تاثیر ہوتی ہے جو بچے کی طبیعت پر اثر کرتی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لئے کسی ناسمجھ عورت کا انتخاب نہ کرو کیونکہ دودھ کا اثر بھی اگلی نسل میں منتقل ہوتا ہے۔[2] لہٰذا اللہ پاک نے جس طرح حضور کے لئے پاک پشتوں اور صاف رحموں کو منتخب فرمایا، اسی طرح آپ کی پرورش بھی جس دودھ پر ہونی تھی، اس کے لئے جس خاتون کا انتخاب کیا گیا وہ بھی نسب کے اعتبار سے شریف اور اپنی قوم میں عزت و احترام والی تھیں۔[3] چنانچہ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ حلیمہ اپنے قبیلے کی ایک معزز خاتون ہونے کے باوجود اُجرت پر دودھ پلانے کے لئے کیوں راضی ہوئیں؟ کیونکہ کسی کے بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت لینے کو عرب کی کئی خواتین اس وقت بھی اچھا نہ سمجھتیں بلکہ ان میں یہ مشہور تھا کہ ایک عورت بھوکی تو مر سکتی ہے لیکن وہ اپنے دودھ کی اجرت نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ علمائے کرام اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ بات اگرچہ درست ہے کہ عرب کی عزت دار خواتین دودھ کی اُجرت لینا پسند نہ فرماتیں، کیونکہ ہر سال بہار اور خزاں میں جو خواتین مکے کے قریبی قبیلوں سے آیا کرتی تھیں ان کا مقصد ہی خدمت کے بدلے مکے کے امیر لوگوں سے بے شمار فوائد اور دولت حاصل کرنا ہوتا تھا۔ لہٰذا سیدہ حلیمہ کے اسی مقصد کے لئے مکے آنے کی صرف یہی وجہ نہ تھی کہ ان دنوں سیدہ حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ سخت قحط سالی کا شکار تھا کہ جس کی وجہ سے اس قبیلے کی عزت دار خواتین بھی اس کام کیلئے مجبور ہو گئیں۔[4] بلکہ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کی تقدیر میں جو سعادت لکھ دی گئی تھی وہ ہر صورت میں انہیں حاصل ہونی تھی۔ جیسا کہ امام قسطلانی فرماتے ہیں: جب حضور کی پیدائش ہوئی تو آسمان سے یہ پکارا گیا: اِس بے مثل دُرِّ یتیم کی خدمت کون کرے گا؟ زمین و آسمان کی ہر مخلوق نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش! یہ خدمت اسے نصیب ہو جائے تو قدرت کی طرف سے آواز آئی: اللہ پاک نے اپنی حکمت سے پہلے ہی یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے مبارک نبی کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرنے والی حلیمہ سعدیہ ہوں گی۔[5]

حضرت حلیمہ کے مقدر میں جو سعادت لکھی ہوئی تھی، اس کا علم انہیں بھی ہو چکا تھا، لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے مقدر کی تلاش میں مکہ نہ جاتیں! چنانچہ حضرت معین الدین کاشفی سیدہ حلیمہ سعدیہ کے متعلق اپنی کتاب معارج النبوۃ میں

لکھتے ہیں: قبیلہ بنو سعد میں بہت سخت قحط کی حالت تھی، پستانوں میں دودھ، جنگل میں گھاس اور باغوں میں درخت خشک ہوگئے تھے، مویشی کمزور اور لوگ بے قرار ہوگئے تھے۔ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں: اس سال ہم جنگلوں میں گھومتے، گھاس کی جڑیں کھاتے اور خدا کا شکر کرتے تھے۔ بسا اوقات کئی کئی دن گزر جاتے اور کھانے کو کچھ بھی نہ ملتا۔ ایک مرتبہ یوں ہوا کہ تین دن سے ہم نے کچھ بھی نہ کھایا تھا، بھوک سے حالت خراب تھی، میں چونکہ امید سے تھی کہ اتفاقاً اسی بھوک کی حالت میں بچہ پیدا ہونے کا وقت آ گیا۔ درد کی شدت سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں درد سے روتی ہوں یا بھوک لگنے سے! کبھی اس حد تک میرے ہوش و حواس گم ہو جاتے کہ زمین و آسمان میں فرق معلوم ہو رہا تھا نہ دن رات میں کوئی تمیز رہی تھی۔ اس رات میں صحرا میں تھی، آخر بچے کی پیدائش کے بعد مجھے نیند آ گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص آیا اور مجھے اٹھا کر دودھ کی طرح سفید پانی میں غوطے دے کر کہنے لگا: اس سے خوب پانی پی لے تاکہ تجھ میں کافی دودھ ہو جائے کیونکہ عزت و دولت کا تاج تیرے سر پر سجنے والا ہے۔ فرماتی ہیں: میں پیتی جاتی اور وہ مزید پینے پر اصرار کرتا، وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ پھر وہ بولا: مجھے پہچانتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو وہ بولا: میں تیری وہ حمد و شکر ہوں جسے تو محنت و تکلیف کی حالت میں کرتی تھی۔ اے حلیمہ! تو مکے شریف چلی جا، وہاں رزق میں کشادگی پائے گی اور اپنے ساتھ روشنی و نور واپس لائے گی، مگر میرے متعلق کسی کو کچھ نہ بتانا۔ اس کے بعد اس نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا دی: اللہ پاک تیرے دودھ کو زیادہ کرے اور تجھے کشادہ روزی عطا فرمائے۔[6]

اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی بات یہ کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ دینِ ابراہیم کی ماننے والی اور انتہائی صابر و شاکر خاتون تھیں جو ہر خوشی و غمی کے موقع پر اللہ پاک کا شکر ادا کرتیں کہ جس نے انہیں اپنی خاص رحمتوں اور برکتوں سے نوازا۔ دوسری بات یہ کہ سیدہ حلیمہ کو حضور کے متعلق پہلے سے علم تھا۔ یہ بات آپ کی عظمت پر گواہ ہے کہ یقیناً آپ کا شمار انہی عزت دار خواتین میں ہوتا تھا جو اپنے دودھ کی اُجرت لینے پر بھوک کی وجہ سے مرنا پسند کرتی تھیں، مگر چونکہ آپ کو حقیقت ظاہر کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، لہٰذا اپنے قبیلے کی دیگر عورتوں کے ساتھ جانے میں بظاہر سبب اور بہانہ یہی تھا کہ قحط سالی سے تنگ آ کر آپ بھی اس کام پر راضی ہوئی ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ نیز اللہ پاک کی حکمت بھی چونکہ یہی تھی کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ ہی اس کے آخری نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کریں، لہٰذا اللہ پاک نے بظاہر اسباب بھی ایسے پیدا فرما دیئے کہ سیدہ حلیمہ کے سوا کوئی اور خاتون حضور کو نہ لیں۔ حالانکہ ایک روایت کے مطابق بنی سعد کی تقریباً تمام عورتوں کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ ان کا اس بار کا یہ سفر انتہائی مبارک ثابت ہونے والا ہے اور ان میں سے کسی ایک کی گود میں کائنات کا والی پرورش پانے والا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابو سعید نے اپنی کتاب شرفُ المصطفیٰ میں سیدہ حلیمہ سعدیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے قبیلے کی جو عورتیں دودھ پلانے کے لئے مکے سے بچے لینے جاتی تھیں تو وہ کوشش کر کے بچیاں تلاش کیا کرتی تھیں، مگر جب اس بار وہ جانے لگیں تو سب نے کسی کی یہ آواز سنی کہ ”اللہ پاک نے اس سال مشرق و مغرب میں تمام جنوں اور انسانوں کی عورتوں پر حرام ٹھہرا دیا ہے کہ وہ بچیاں پیدا کریں، کیونکہ اس سال قریش میں ایک ایسی قدر والا بچہ پیدا ہوا ہے جو سورج و چاند کی طرح لوگوں کو روشن کرے گا اور جو بھی عورت اسے دودھ پلائے گی وہ انتہائی خوش نصیب ہو گی۔ چنانچہ اے بنی سعد کی خواتین! جلدی کرو تاکہ اس دولت سے شرف پا سکو۔“ جب انہوں نے یہ سنا تو یہ بات اپنے شوہروں کو بھی بتائی اور پھر بڑی جلدی میں مکے کی طرف چل پڑیں۔ فرماتی ہیں: میں بھی ان کے ساتھ ہی نکلی تھی، مگر میرے پاس جو سواری تھی، بھوک کی وجہ سے اس کی ہڈیاں دکھائی دیتی

تھیں اور وہ بہت کمزور تھی، لہٰذا میری ساتھی عورتیں کافی آگے نکل گئیں۔ میرے شوہر بار بار مجھ سے کہتے کہ دیکھو باقی عورتیں آگے نکل رہی ہیں، تم بھی جلدی کرو۔ مگر میں اپنی سواری کو کوشش کے باوجود تیز نہ چلا پاتی۔ پریشانی کی اس گھڑی میں میرے لئے جو خوشی کا سامان کرنے والی چیز تھی، وہ بس یہ تھی کہ میں جہاں سے بھی گزرتی تو سیدھی اور الٹی طرف سے یہ آوازیں سنتی: اے حلیمہ! تمہیں مبارک ہو (تو خوش قسمت ہے کہ وہ نور والا تیرا دودھ پیئے گا)۔

مزید فرماتی ہیں: راستے میں دو پہاڑیوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اچانک کھجور کے بلند درخت کی طرح ایک شخص ظاہر ہوا جس کے ہاتھ میں ایک چمکدار و نورانی نیزہ تھا۔ اس نے سیدھا ہاتھ بلند کر کے میرے گدھے کے پیٹ پر مارا اور مجھ سے کہا: اے حلیمہ! بھلائی و سلامتی کے ساتھ بڑھتی جا، اللہ پاک نے مجھے بھیجا ہے تاکہ تمہیں یہ خوش خبری دوں (کہ وہ نوری تاجدار تیرے علاوہ کسی بھی عورت کو حاصل نہ ہو گا) اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ سرکش شیطانوں کو تجھ سے دُور کروں۔ فرماتی ہیں: (میں یہ سب عجائبات دیکھ سن کر حیران و پریشان تھی، لہٰذا جب) میں نے اپنے شوہر سے پوچھا: کیا جو کچھ میں دیکھتی اور سنتی ہوں آپ بھی دیکھ سن رہے ہیں؟ تو وہ بولے: نہیں۔ مجھے تو کوئی بھی (انہونی) چیز دکھائی دے رہی ہے نہ میں کسی کی آواز سن رہا ہوں! مجھے بتاؤ! کس چیز سے ڈرتی ہو! فرماتی ہیں: میں نے کچھ بھی نہ بتایا، بلکہ یہ کہا کہ مجھے ڈر ہے، میں اپنی ساتھی عورتوں تک کسی حال میں بھی پہنچ نہ پاؤں گی![7]

معارج النبوۃ میں ہے کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں: ہم گرتے پڑتے جب مکے سے 480 گز کے فاصلے پر پہنچے تو آرام کرنے کے لئے ٹھہر گئے، اس جگہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے سرہانے سر سبز و شاداب اور بہت سی ٹہنیوں والا سایہ دار درخت ہے جو تر کھجوروں سے بھرا ہوا ہے۔ پھر بنی سعد کی تمام عورتیں میرے پاس جمع ہو کر کہنے لگیں: اے حلیمہ! تو ہماری ملکہ ہے۔ اتنے میں اس درخت سے ایک کھجور میری جھولی میں آگری، جسے میں نے اٹھا کر کھا لیا۔ وہ شہد سے بھی زیادہ میٹھی تھی اور اس کی مٹھاس مجھے اس دن تک محسوس ہوتی رہی جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میرے پاس رہے یعنی حضور کی جدائی کے ساتھ ہی مٹھاس بھی ختم ہو گئی۔ میں نے اپنے اس خواب (اور دیگر عجائبات) کا کسی کے سامنے ذکر نہ کیا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر اللہ پاک کو کوئی چیز منظور ہو گی تو خود ہی سامنے آجائے گی۔[8]

ایک طرف تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ خوش خبریاں دی جا رہی تھیں تو دوسری طرف جیسے ہی انہوں نے شہرِ مکہ میں قدم رکھا تو حضرت عبد المطلب کو حکم دیا گیا کہ وہ بنو سعد کی حلیمہ سعدیہ کو ہی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دودھ پلانے کے لئے منتخب فرمائیں۔ جیسا کہ سُبُلُ الْہُدٰی وَ الرَّشاد میں ہے: جب سیدہ حلیمہ سعدیہ مکے میں داخل ہوئیں تو حضرت عبد المطلب کو غیب سے آواز آئی: یہ آمنہ بی بی کا امین بیٹا محمد ہے جو تمام مخلوق اور اللہ پاک کے تمام پاکیزہ لوگوں سے افضل ہے۔ اس بچے کو حلیمہ خاتون کے علاوہ کوئی عورت دودھ نہیں پلائے گی، کیونکہ وہ نہایت نیک اور امانت دار، ہر عیب سے محفوظ اور انتہائی پاکیزہ دامن والی ہیں۔ آپ اپنے پوتے کو اس خاتون کے علاوہ کسی کے حوالے نہ کیجئے گا کہ یہ اللہ پاک کا حکم ہے۔[9]

جب سیدہ حلیمہ سعدیہ شہرِ مکہ میں داخل ہوئیں تو فرماتی ہیں: میری ساتھی عورتیں چونکہ مجھ سے پہلے آکر بچے لے چکی تھیں۔ لہٰذا میں (اس نور والے کی تلاش میں) ادھر ادھر بھٹکنے لگی (مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں؟)، پھر میں نے اپنے شوہر سے عرض کی کہ میں ایک عورت ہوں اور آپ مرد ہیں، بہتر ہے کہ آپ شہر جا کر معلوم کریں کہ بچوں کو دودھ پلانے کے بدلے یہاں سب سے زیادہ مال و دولت سے نوازنے والے لوگ کون ہیں؟ وہ معلوم کر کے آئے تو مجھے بتایا کہ بنو مخزوم کے لوگ اپنے بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کو بہت زیادہ نوازتے ہیں۔ (یہ سن کر میرے دل نے گواہی دی کہ حضور ان میں سے نہیں

ہوسکتے) لہٰذا میں نے اپنے شوہر سے عرض کی: یہ وہ نہیں جن کی مجھے تلاش ہے، اب جاکر یوں پوچھئے کہ لوگوں میں عزت و احترام کے اعتبار سے سب سے زیادہ بہتر کون ہے؟ چنانچہ اس بار انہوں نے آکر بتایا کہ ایسا ایک ہی شخص ہے (کہ جس کے ہاں نومولود بچہ موجود ہے) اور وہ بنو ہاشم خاندان کے سردار عبد المطلب ہیں۔ فرماتی ہیں: یہ سننا تھا کہ میں نے اپنے شوہر سے عرض کی: ٹھیک ہے اب آپ یہاں بیٹھیں، میں خود جاتی ہوں۔ چونکہ اس وقت تک میرے خاندان کی تمام عورتیں بچے حاصل کرچکی تھیں، لہٰذا مجھے شہر میں داخل ہو کر ان کا سامنا کرتے ہوئے شرمندگی محسوس ہورہی تھی اور میں اپنی قسمت کو کوستے ہوئے دل ہی دل میں یہ سوچتی جارہی تھی کہ اے کاش! میں اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہتی تو زیادہ بہتر تھا۔ (مگر چونکہ مجھے اس برکتوں والے بچے کی تلاش تھی کہ جس کے متعلق مجھے یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ وہ کس خاندان کا چشم وچراغ ہے) لہٰذا میں نے گھر گھر جاکر اسے تلاش کرنا شروع کردیا، مگر جہاں بھی جاتی تو معلوم ہوتا کہ اس گھر کا بچہ تو میرے قبیلے کی فلاں عورت کو دے دیا گیا۔ فرماتی ہیں: میں ادھر ادھر ماری ماری پھر رہی تھی کہ اچانک میری ملاقات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دادا عبد المطلب سے ہوگئی، میں نے دیکھا کہ ان کی لمبی زلفیں ان کے کندھوں کو چھو رہی تھیں اور وہ میرے قبیلے کی عورتوں سے پوچھ رہے تھے کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جسے ابھی تک بچہ نہ ملا ہو؟ یہ سن کر میں آگے بڑھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کی: میرا تعلق بھی بنی سعد سے ہی ہے۔ پھر مزید پوچھنے پر جب میں نے اپنا نام حلیمہ بتایا تو وہ مسکرادیئے اور گویا کہ فرمانے لگے: بس ٹھیک ہے، (مجھے تمہارا ہی انتظار تھا کہ) تمہارے اور تمہارے قبیلے کے نام میں سعادت اور بُردباری دو باتیں جمع ہوگئی ہیں اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن میں بھلائی اور عزت ہی عزت ہے۔ پھر فرمانے لگے: اے حلیمہ! میرے ہاں محمد نامی ایک بچہ ہے، اگرچہ اس کا باپ نہیں کہ جو تمہیں دنیاوی مال و دولت سے فائدہ پہنچائے مگر مجھے یقین ہے کہ تم اس یتیم بچے کی برکتوں سے خوب فائدہ اٹھاؤگی۔ فرماتی ہیں: (مجھے لگا کہ مجھے جس برکتوں والے بچے کی تلاش تھی، وہ یہی ہے مگر پھر بھی) میں نے ان سے اپنے شوہر سے مشورہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں (خوشی کے مارے بھاگی بھاگی) اپنے شوہر کے پاس آئی اور انہیں ساری بات بتائی تو وہ بھی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: جاؤ! اور اس بچے کو فوراً قبول کرلو! کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسری عورت اسے لے جائے۔(10)

اس کے علاوہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی خوش بختی اس بات سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ کو حضور کی رضاعی ماں بننے کا جو شرف ملنے والا تھا اس سے صرف حضور کے دادا جان ہی آگاہ نہ تھے، بلکہ حضور کی والدہ ماجدہ بھی خوب جانتی تھیں۔ جیسا کہ طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ جب سیدہ حلیمہ سعدیہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے انہیں فرمایا: مجھے تین دن سے خواب میں کہا جارہا ہے کہ اپنے بیٹے کے لئے بنی سعد میں آلِ ابی ذُویب سے دودھ پلانے والی کا انتظام کرو۔ تو سیدہ حلیمہ نے عرض کی: (آپ کو جس کا انتظار تھا وہ میں ہی ہوں کیونکہ) یہ جو بچہ میری گود میں ہے، اس کے والد کا نام ہی ابو ذُویب ہے اور وہ میرے شوہر ہیں۔(11)

حضور کے سیدہ حلیمہ سعدیہ کے پاس رہنے کے دوران چونکہ بہت سے واقعات بھی پیش آئے اور سیدہ حلیمہ نے حضور سے بے شمار برکتیں بھی حاصل کیں۔ لہٰذا آئندہ قسطوں میں ان برکتوں کی تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

---

(1) مدارج النبوت (فارسی)، 19/2 (2) مسند بزار، 18/103، حدیث: 42 (3) الروض الانف، 1/286 (4) الروض الانف، 1/287 (5) المواہب اللدنیہ، 1/79 (6) معارج النبوۃ، رکن دوم، ص51 (7) شرف المصطفیٰ، 1/372 (8) معارج النبوۃ، رکن دوم، ص52 (9) سبل الہدیٰ و الرشاد، 1/386 (10) شرف المصطفیٰ، 1/372 تا 374 (11) طبقات ابنِ سعد، 1/90

جب حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بیٹے مصر کے دروازے پر پہنچے تو چونکہ وہ (پہلے بھی مصر آچکے تھے اور جانتے تھے کہ کہاں جانا ہے، لہٰذا وہ) اپنے والد کے حکم کے مطابق الگ الگ ہو کر الگ الگ دروازوں سے شہر میں داخل ہو گئے مگر بن یامین (جو پہلی مرتبہ مصر آئے تھے، وہ) اکیلے بابِ شام کے پاس رہ گئے، کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں جانا ہے اور نہ انہیں کوئی ایسا فرد ملا جو ان کی زبان جانتا ہو۔ ادھر اسی وقت ایک فرشتے نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: فوراً غریبوں کے کپڑے پہن کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو جائیے تاکہ آپ کو کوئی نہ پہچانے اور باب شام کی طرف چلئے، وہاں آپ کے حقیقی بھائی پریشان کھڑے ہیں، جو ہر پاس سے گزرنے والے سے راستہ پوچھتے ہیں مگر کوئی ان کی زبان نہیں جانتا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام یہ سن کر رونے لگے، فوراً منہ پر حجاب ڈالا اور اونٹنی پر سوار ہو کر چل پڑے۔ بھائی کے پاس پہنچے تو عبرانی زبان میں سلام کیا اور پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ اور کیا چاہتے ہو؟ بن یامین نے بتایا: ہم شام سے اناج کی تلاش میں آئے ہیں، مگر آپ کون ہیں کہ آپ کے سوا یہاں کوئی میری بات نہیں سمجھتا۔ حضرت یوسف نے فرمایا: میں ایک مدت تک تمہارے علاقے میں رہا ہوں، لہٰذا مجھے عبرانی زبان آتی ہے۔ حضرت یوسف کے ہاتھ میں 50 ہزار دینار کا ایک سرخ یاقوتی کنگن تھا، آپ نے وہ اپنے بھائی کو دے دیا، جسے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ کنگن پکڑ کر وہ پوچھنے لگے: اس کا کیا کرنا ہے؟ حضرت یوسف علیہ السّلام اپنے بھائی کی اس سادگی پر مسکرا دیئے اور فرمایا: میرے ساتھ آؤ، میں تمہیں تمہارے بھائیوں تک پہنچا دوں گا۔ چنانچہ دونوں بھائی شہر میں داخل ہو گئے، پھر جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے دیگر بھائیوں کو دیکھا جو ابھی تک اپنی اپنی سواریوں پر ہی بیٹھ کر ایک دوسرے کا انتظار کر رہے تھے تو آپ نے بن یامین کو اپنے بھائیوں کے پاس جانے کا کہا مگر وہ آپ کے اچھے سلوک سے اتنے متاثر ہو چکے تھے کہ رونے لگے اور عرض کی: میں آپ کو چھوڑنا نہیں چاہتا کہ میرا دل آپ کی طرف کھنچ رہا ہے۔ اس پر حضرت یوسف نے فرمایا: میں مجبور ہوں، تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا، البتہ اپنے آقا و مالک (یعنی اللہ پاک) سے تمہیں اپنے ساتھ رکھنے کی اجازت ضرور چاہوں گا۔ یہ سنا تو بن یامین خوشی خوشی بھائیوں کے پاس چلے گئے، انہوں نے انہیں خوش اور مسکراتے دیکھا تو وجہ پوچھی، بن یامین نے بتا دیا کہ مجھے ایک شخص نے خوش کیا ہے، اس نے مجھ سے عبرانی زبان میں باتیں کیں اور مجھے شیشے کی ایک چیز بھی تحفے میں دی۔ یہودا بولا: مجھے دکھاؤ وہ کیا چیز ہے؟ جب یہودا نے دیکھا تو بولا: اے بھائی! اسے میرے پاس رہنے دے تاکہ یہ کہیں کھو نہ جائے۔ پھر شمعون بولا: مجھے بھی دکھانا۔ شمعون نے کنگن لے کر ہاتھ میں پکڑا تو اچانک وہ کنگن غائب ہو گیا۔ وہ پریشان

معجزاتِ انبیا

# حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 15)

شعبہ ماہنامہ خواتین

ہو گیا تو بن یامین نے بتایا کہ وہ کنگن تو پھر میرے پاس آ گیا ہے۔ یہ دیکھ کر سب حیران ہوئے اور پھر سب نے باری باری اسے اپنے پاس رکھنا چاہا، مگر ان میں سے کوئی بھی وہ کنگن نہ لے سکا۔ امام غزالی فرماتے ہیں: یاد رکھئے! یہ تو ایک کنگن تھا جو حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے بھائی کو دیا تھا جب ان کے ہی بھائی اُسے نہ لے سکے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ شیطان مومن سے اس کے مالک و خالق کی عطا کی ہوئی ایمان کی دولت (اس کی رضا کے بغیر) چھین لے۔[1]

حضرت یوسف علیہ السّلام کے حکم پر چار کونوں والا ایک انتہائی خوبصورت محل بنایا گیا، جس کی ہر دیوار تقریباً 40 گز کی تھی اور ان تمام دیواروں پر آپ کے حکم سے اس سلوک کی مکمل منظر کشی کر دی گئی تھی جو آپ کے بھائیوں نے آپ کے ساتھ کیا تھا، مثلاً ایک تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ شمعون کے الٹے ہاتھ میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے بال ہیں اور اس نے سیدھے ہاتھ میں آپ کو قتل کرنے کے لئے چھری پکڑ رکھی ہے، جبکہ ایک تصویر میں آپ اپنے روبیل نامی بھائی کے دامن میں پناہ لیتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اسی طرح اس کمرے کی ہر دیوار پر اس واقعے کی مکمل منظر کشی کی گئی تھی۔ چنانچہ جب سب بھائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے خادموں اور غلاموں کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو اسی کمرے میں لے جائیں، جب وہ وہاں جا کر بیٹھے تو سب سے پہلے روبیل کی نظر ان تصویروں پر پڑی تو وہ اپنے کئے پر افسوس کا اظہار کرنے لگا، یہ دیکھ کر دیگر بھائیوں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی کہ کیا ہوا ہے؟ تو وہ بولا: یہ دیکھو! ہم نے جو کچھ کیا تھا وہ سب اس دیوار پر دکھائی دے رہا ہے۔ سب نے دیکھا تو ان کے رنگ بدل گئے، زبانیں بند اور دل غمگین ہو گئے۔[2]

پھر کھانے کا وقت ہوا تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے اپنے ٹرانسلیٹر سے ان کے سامنے کھانا رکھنے کا کہا۔ مختلف قسم کے کھانے لگا دیئے گئے مگر انہوں نے کچھ نہ کھایا۔ جب ان سے کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھی گئی تو وہ بولے: ہم بھوکے تھے مگر اس مکان میں آئے تو بھوک جاتی رہی۔ اس دیوار پر جو ہم نے اپنی اور اپنے اس بھائی کی تصاویر دیکھیں جو فوت ہو چکا ہے تو ہماری حالت بدل گئی۔ پھر وہ سب کے سب رونے لگے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے انہیں ایک دوسرے خاص محل میں لے جا کر شاہی کھانے پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ وہاں جا کے بیٹھے تو اللہ پاک نے ان پر رحم فرمایا اور وہ سب حالت انہیں بھلا دی تا کہ وہ کھانا کھا سکیں، لہٰذا سب نے خوب کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ مگر بن یامین نے نہ کھایا، جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان سے نہ کھانے کی وجہ پوچھی تو وہ بولے: میں جس محل میں پہلے تھا وہیں پھر جانا چاہتا ہوں۔ پوچھا: کیوں؟ عرض کی: وہاں دیوار پر یوسف کی تصویر ہے، میں چاہتا ہوں کہ مزید کچھ دیر وہاں بیٹھوں اور اپنے بھائی کو یاد کر کے اس کی جدائی پر آنسو بہاؤں۔ لہٰذا حضرت یوسف علیہ السّلام نے اجازت دے دی اور کسی غلام کے ساتھ اسی محل میں بھیج کر خود بھی کھانے کے کمرے سے اٹھ گئے، مگر آپ کو بن یامین کی غم زدہ حالت ستا رہی تھی، چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو بلا کر فرمایا: اپنے چچا کے پاس جا کر بیٹھو، اگر تجھ سے وہ کوئی بات پوچھیں تو عبرانی زبان میں جواب دینا اور اگر وہ پوچھیں کہ تو کس کا بیٹا ہے تو بتا دینا کہ میں یوسف کا بیٹا ہوں۔ کیونکہ ان سے جدا ہونے کے بعد ایک بہت لمبا عرصہ گزر چکا ہے اور اب اللہ پاک نے بھی مجھے اجازت عطا فرما دی ہے کہ میں اس ساری حقیقت سے پردہ اٹھا سکتا ہوں، لہٰذا جب حضرت یوسف علیہ السّلام کا بیٹا اپنے چچا کے پاس جا کر بیٹھا تو وہ کبھی اسے دیکھتے اور کبھی حضرت یوسف کی تصویر کو، باپ بیٹے کی تصاویر میں انہیں کچھ بھی فرق معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے پوچھنے پر جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو انہی کا بھتیجا ہے تو وہ اس سے لپٹ کر رونے لگے، پھر اپنے بھائی کے متعلق پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ عرض کی: جب سے آپ یہاں آئے ہیں وہ آپ کے پاس ہی تو تھے۔ بہر حال اس کے بعد جب دونوں بھائیوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تو دونوں گلے لگ کر خوشی سے خوب روئے، یہاں تک کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔[3] (جاری ہے)

---

❶ بحر المحبہ، ص140 ❷ بحر المحبہ، ص141 ❸ بحر المحبہ، ص142

# شرح سلامِ رضا

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(85)

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

**مشکل الفاظ کے معانی: ترک:** چھوڑ دینا۔ **نصفت:** انصاف۔

**مفہومِ شعر:** دودھ پینے کے زمانے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیشہ سیدھی طرف سے دودھ پیتے اور دوسری طرف اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دیتے، آپ کی اس انصاف کی عادت پہ لاکھوں سلام۔

**شرح: بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں:** پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بچپن ہی سے عدل و انصاف کے پیکر اور لوگوں کے حقوق کی رعایت فرمانے والے تھے، چنانچہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے قبیلے میں پرورش کے لیے لے گئیں تو آپ کا ایک بیٹا بھی تھا، جب حضرت حلیمہ سعدیہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دودھ پلاتیں تو آپ دودھ پینے کی عمر میں ہی عدل و انصاف کا مظاہرہ فرماتے ہوئے سیدھی طرف سے دودھ پیا کرتے اور الٹی طرف سے دودھ اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیتے،[1] گویا آپ نے واضح فرما دیا کہ میں کسی کا حق لینے نہیں بلکہ دینے اور دلانے آیا ہوں! سبحانَ اللہ اخلاقی اقدار و اعلیٰ کردار کی ایسی مثال کہیں اور نہیں ملتی! بچپن سے ہی رعایت اور عدل و انصاف جیسے پاکیزہ اوصاف کا مالک ہونا یقیناً آپ ہی کا خاصہ ہے۔ آپ اخلاق کے اس قدر بلند درجے پر ہیں کہ پیدا ہوتے ہی انصاف کرنے لگ گئے اور آپ نے کبھی بھی اپنے بھائی کے حصے کا دودھ نوش نہیں فرمایا۔

(86)

مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درود
بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام

**مشکل الفاظ کے معانی: مہد:** گود، جھولا۔ **برجِ ماہِ رسالت:** رسالت کے چاند کا بُرج۔

**مفہومِ شعر:** جس گود یا جھولے میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا بچپن گزارا اس کی قسمت پہ لاکھوں سلام۔

**شرح: مہدِ والا کی قسمت:** آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پیارا بچپن معجزات و کمالات کے رنگا رنگ پھولوں سے سجا ہوا ہے، مہد سے جھولا مراد لیں تو مراد اس جھولے کی قسمت پر ناز کرنا ہے جس میں حضور آرام فرمایا کرتے تھے، کیونکہ اس جھولے کے متعلق امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے فرشتے حرکت دیا کرتے تھے۔[2] اور اگر مہد سے مراد گود لیں تو پچھلے کلام کے اعتبار سے یہاں سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گود مراد ہو گی یعنی اعلیٰ حضرت سیدہ حلیمہ کی قسمت پر ناز کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا یہ ناز کرنا ایسے ہی نہیں، کیونکہ امام قسطلانی نے ذکر کیا ہے کہ اللہ پاک نے اپنی حکمت سے پہلے ہی

یہ فیصلہ فرما دیا تھا کہ اس کے مبارک نبی کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرنے والی حلیمہ سعدیہ ہوں گی۔[3]

بُرجِ ماہِ رسالت: پہلے شعر کی طرح یہاں بھی بُرج سے دونوں باتیں مراد ہو سکتی ہیں یعنی رسالت کے چاند جس جھولے یا جس گود میں اپنے انوار وبرکات کے جلوے لٹاتے رہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا کی اس گود یا جھولے کے مقدر پر ناز کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔

(87)

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **پھبن:** خوبصورتی۔ **خدا بھاتی:** خدا کو پسند آنے والی۔

مفہومِ شعر: ہر بچہ پیارا لگتا ہے اور اس کی بھولی بھالی صورت دلوں کو موہ لیتی ہے تو وہ ہستی جس کو کائنات کا حسنِ کل عطا کیا گیا اس کے بچپن کا عالم کیا ہوگا، وہ صورت جو خدا کو بھی پیاری ہے اس پر لاکھوں سلام۔

شرح: خدا بھاتی صورت: پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بچپن کی رونقوں کا تذکرہ جاری ہے، اسی بات کو مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یوں بیان کیا ہے:

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
تیرے انداز یہ کہتے ہیں کہ خالق کو ترے
سب حسینوں میں پسند آئی ہے صورت تیری

آپ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک چہرے سے ہر وقت اَنوار و تجلیات کی بارش ہوتی رہتی یہاں تک کہ اندھیروں میں اُجالا ہو جاتا اور ظلمتوں کے بادل چھٹ جاتے تھے۔ اللہ پاک کو آپ کی صورت سے کتنا پیار تھا کہ قرآن مجید میں آپ کے مبارک چہرے کی قسم یوں یاد فرمائی: وَالضُّحٰىۙ (پ30، الضحیٰ:1) ترجمہ کنز العرفان: چڑھتے دن کے وقت کی قسم۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہاں جمالِ مصطفےٰ کے نور کی طرف اشارہ ہے۔[4] اسی چہرے کو دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہُ عنہ یہ کہتے ہوئے مسلمان ہو گئے کہ اتنا خوبصورت چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔[5] اور جب حضرت ابو رِمْثہ تمیمی رضی اللہُ عنہ نے دیکھا تو پکار اٹھے کہ یہ تو (واقعی) اللہ کے نبی ہیں۔[6] اسی طرح حج کے موقع پر حضور کی زیارت کرنے والا ہر شخص پکار اٹھتا کہ یہ تو برکت والا چہرہ ہے۔[7]

(88)

اٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: **اٹھتے بوٹوں:** بڑھتے پودوں۔ **نشو و نما:** بڑھوتری۔ **غنچے:** کلیاں۔ **نکہت:** مہک۔

مفہومِ شعر: حضور کی پودوں کی طرح بڑھتی ہوئی مبارک نشوونما پہ درود اور کھلتے غنچوں جیسی مہک پہ لاکھوں سلام۔

شرح: اٹھتے بوٹوں کی نشوونما: یہاں حضور کی نشوونما کو پودوں کی نشوونما سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: حضور ایک دن میں اتنا پروان چڑھتے جتنا عام بچے ایک مہینے میں اور مہینے میں اتنا بڑھتے کہ جتنا عام بچے سال میں بڑھتے ہیں۔[8]

کھلتے غنچوں کی نکہت: اس شعر میں بہترین تشبیہات کا استعمال فنِ شاعری میں کمال کا منہ بولتا ثبوت ہے، چنانچہ اس شعر میں بیان کیا جارہا ہے کہ جس طرح کلیوں کے چٹخنے کے وقت ان سے خوشبو پھیلتی ہے اسی طرح آپ کا مبارک جسم بھی خوشبودار تھا۔ کیونکہ یہ حضور کے جسمِ اطہر کا ایک معجزہ تھا کہ وقتِ پیدائش سے ہی آپ کا جسم خوشبودار تھا۔ جیسا کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: پیدائش کے بعد میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کے جسم کو چودھویں کے چاند کی طرح خوبصورت پایا اور اس سے تر و تازہ کستوری کی خوشبوئیں پھوٹ رہی تھیں۔[9] آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا کا بیان ہے: جب میں آپ کو لے کر اپنے علاقے میں پہنچی تو قبیلہ بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس سے کستوری کی خوشبو نہ آرہی ہو۔[10]

---

(1) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/391 (2) مواہب لدنیہ، 1/81 (3) مواہب لدنیہ، 1/79 (4) تفسیر روح البیان، 10/453 (5) ترمذی، 4/219، حدیث: 2493 (6) سبل الہدیٰ والرشاد، 9/404 (7) ابو داود، 2/201، حدیث: 1742 (8) مسندِ ابی یعلیٰ، 6/172، حدیث: 7127 (9) مواہب لدنیہ، 1/66 (10) سبل الہدیٰ والرشاد، 1/387

# مدنی مذاکرہ

### کیا 13 کا عَدد مَنحوس ہے؟

سُوال: 13 کے عَدد کو مَنحوس سمجھ کر اس سے بد شگونی لینا کیسا ہے؟ نیز ماہِ صفر کو مَنحوس سمجھ کر اس میں شادیاں نہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: آج کل لوگ 13 کے عدد کو مَنحوس سمجھتے ہیں اور اس سے بد شگونی لیتے ہیں۔ 13 کے عدد کی بھی کیا بات ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اِعلانِ نبوت کے بعد 13 سال تک مکہ مکرمہ کو اپنے قدم چومنے کی سعادت عطا فرمائی، اس کے بعد 10 سال تک مدینہ منورہ کی ہواؤں کو زُلفیں چومنے کی سعادت بخشی، تو 13 کا عدد بُرا نہیں ہے۔[1] اِسی طرح بعض لوگ ماہِ صَفر کو بھی بُرا کہتے ہیں نجانے انہیں کیا ہو گیا ہے! جبکہ خاتونِ جنت حضرتِ بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عنہا اور مولا مشکل کُشا حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وجہہ الکریم کی شادی ماہِ صَفر میں ہوئی تھی۔[2] اور یہ بے چارے ماہِ صَفر میں شادیاں نہیں کرتے کہ یہ مَنحوس مہینا ہے حالانکہ مولا مشکل کُشا اور بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عنہما کا نکاح خود سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی موجودگی میں ہوا ہے لہٰذا ماہِ صَفر میں نکاح کرنا چاہیے بلکہ اِہتمام کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کی بد شگونیوں کا زور ٹوٹے۔[3]

### سامنے سے کالی بلی گزر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

سُوال: ہمارے مُعاشرے میں طرح طرح کے بُرے شگون لیے جاتے ہیں مثلاً سامنے سے کالی بلی گزر جائے تو یوں ہو جائے گا، کوّا بولے تو یوں ہو گا اور تیل گر جائے تو یوں ہو گا وغیرہ وغیرہ، یہ اِرشاد فرمائیے کہ اس بارے میں اِسلام ہماری کیا راہ نمائی کرتا ہے؟

جواب: بدشگونی حرام ہے۔[4] دُنیا میں ایک غیر مسلم قوم ہے جو کالی بلی سے بد شگونی لیتی ہے یہاں تک کہ اگر اس قوم کے لوگ کہیں سفر پر جا رہے ہوں اور ان کے آگے سے کالی بلی گزر جائے تو وہ پلٹ کر آ جائیں گے اور سمجھیں گے کہ اگر اب سفر کیا تو نقصان ہو جائے گا لیکن بد قسمتی سے اس قوم کے ساتھ رہ رہ کر بعض مسلمانوں نے بھی کالی بلی سے بد شگونی لینا شروع کر دی ہے۔ اگر کسی نیک کام میں کبھی بد شگونی والا کوئی مُعاملہ ہو جائے تو وہ کام ضَرور کر گزرنا چاہیے مثلاً آپ قافلے میں سفر کر رہے ہیں اور کالی بلی قافلے میں سفر کرنے والے ہر فرد کے آگے سے گزر جائے اور ایک بار نہیں بلکہ 100، 100 بار گزر جائے تب بھی آپ اپنا سفر جاری رکھیں

اِن شاءَ اللہ زیادہ کامیابی ملے گی تو اس طرح آپ نے بدشگونی کا رَد کرنا ہے۔ میں ایک بار کہیں جا رہا تھا اور میرے آگے سے کالی بلی گزری مگر میں نے اپنا سفر جاری رکھا اور اللہ پاک کی رَحمت سے آج میں آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں تو کالی بلی سے بدشگونی لینا ہمارا نہیں غیر مسلموں کا عقیدہ ہے اور اِسلام میں بدشگونی لینا ناجائز ہے۔ بدشگونی کے عنوان پر مکتبۃ المدینہ کی 126 صفحات پر مشتمل ایک کتاب بھی ہے جس کا نام ہی **بدشگونی** ہے۔ یہ کتاب ہر ایک کو پڑھنی چاہیے، اگر آپ یہ کتاب پڑھ لیں گے تو اِن شاءَ اللہ آپ کو بدشگونی سے متعلق حیرت انگیز معلومات حاصل ہوں گی اور بدشگونی سے بچنے اور بچانے کا ذہن بھی بنے گا۔

## 13 کے عدد کے بارے میں لوگوں کے غَلَط خیالات

**بہت** سے لوگ 13 نمبر سے بھی بدشگونی لیتے ہیں اور 13 نمبر نہیں لکھتے یہاں تک کہ کمرے اور سیٹ پر بھی 13 نمبر نہیں لکھتے، یہ بھی معلومات کی کمی کی وجہ سے ہے ورنہ 13 نمبر بُرا نہیں بہت اچھا ہے اور اسے کئی نسبتیں حاصِل ہیں مثلاً پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اِعلانِ نبوت کے بعد 13 سال مکہ مکرمہ کو مُشرَّف کیا۔[5] اِسی طرح مولیٰ مشکل کُشا حضرتِ علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وجہہُ الکریم کی وِلادت کی تاریخ بھی 13 رَجَبُ الْمُرَجَّب ہے۔[6] یوں ہی جنگِ بدر میں صحابۂ کِرام رضیَ اللہُ عنہم کی تعداد 313 تھی۔[7] اور ایامِ تشریق کا آخری دِن بھی 13 ذُوالحجہ ہے کہ 9 ذُوالحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذُوالحجہ کی عصر تک تکبیرِ تشریق پڑھی جاتی ہے۔[8] 13 تاریخ کو اگر کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو کیا معاذ اللہ اُسے پھینک دیں گے کہ منحوس تاریخ میں پیدا ہوا ہے؟ ہر گز نہیں، بہر حال 13 کا عدد بہت اچھا ہے۔[9]

## بدشگونی کا شرعی حکم

**سُوال:** کچھ لوگ اِس طرح بدشگونی لیتے ہیں کہ ہمارے گھر میں فُلاں چیز پکتی ہے تو کوئی بیمار ہو جاتا ہے یا آفت آجاتی ہے، ایسے لوگوں کو کیسے سمجھایا جائے؟ (SMS کے ذَریعے سُوال)

**جواب:** اِسلام میں بدشگونی نہیں نیک شگونی ہے اور بدشگونی ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔[10] ہر قوم، ہر بَرادری، ہر گاؤں، ہر شہر اور ہر ملک میں الگ الگ بدشگونیاں پائی جاتی ہیں، جو سب کے سب ڈھکوسلے ہیں اور شَرعاً ان کی کوئی اَصل نہیں ہے۔ لوگ جیسی بدشگونی لیتے ہیں حقیقت میں ایسا ہوتا نہیں ہے۔ سُوال میں کھانے پینے کے حوالے سے بدشگونی کا تَذکرہ کیا گیا ہے ورنہ عموماً فُلاں دِن، فُلاں تاریخ اور ماہِ صَفَر وغیرہ بہت سے مُعاملات میں بدشگونیاں پائی جاتی ہیں جو کہ کفار سے چلی آرہی ہیں۔ اب بھی کفار کی کئی باتیں ایسی ہیں جن میں مسلمان مبتلا ہو جاتے ہیں مثلاً سفر پر جا رہے ہوں اور آگے سے کالی بلی گزر جائے تو سمجھیں گے کہ اب سفر میں نقصان ہو گا لہٰذا یہ سوچ کر واپس لوٹ آتے ہیں حالانکہ اگر بلی یہ سوچے کہ میرے آگے سے بندہ گزر گیا جس کی وجہ سے مجھے یہ ہو جائے گا اور وہ ہو جائے گا تو بلی کو کوئی جینے بھی نہیں دے گا جبکہ بندہ بلی کو منحوس سمجھتا ہے کہ کالی بلی آگے سے کیوں نکلی! وغیرہ تو یہ سب غَلَط باتیں ہیں۔

## ستاروں کے اچھے بُرے اَثرات پر یقین رکھنا کیسا؟

**سُوال:** ستاروں کے اچھے بُرے اَثرات پر یقین رکھنا کیسا ہے؟

**جواب:** نجوم نجم کی جمع ہے اور نجوم سے ہی نجومی بنا ہے، جو ستاروں کی باتیں بتاتا ہے۔ بے چارے کم عِلم لوگ نجومیوں کے چکروں میں آجاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس جانے کی بھی اِجازت نہیں ہے۔ مُعاشرے میں ستاروں کے تعلق سے بھی بدشگونیوں کی بھرمار ہوتی ہو گی۔[11]

## اذان دینے والی مُرغی کا گوشت اور انڈے کھانا کیسا؟

**سُوال:** اگر مُرغی اذان دینے لگ جائے تو کیا اُس کے انڈے اور گوشت کھا سکتے ہیں؟

**جواب:** جو مُرغی اذان دیتی ہو تو اس کے انڈے اور گوشت کھانا بالکل جائز ہے۔ بعض لوگ ایسی مُرغی کو مَنحوس سمجھ کر ذَبح کر ڈالتے ہیں حالانکہ یہ بدشگونی ہے اور بدشگونی لینا شَرعاً جائز نہیں۔ عوام میں ایسی اور بھی بہت سی باتیں مشہور ہیں مثلاً ماہِ صفر یا کسی خاص تاریخ کو مَنحوس سمجھنا، بلی آڑے آنے یا آنکھ پھڑکنے کو کسی مصیبت کا پیش خیمہ بتانا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام باتیں بدشگونی کے قبیل سے ہیں جن سے بچنا ضَروری ہے۔[12]

---

(1) بخاری، 2/590، حدیث: 3902 (2) الکامل فی التاریخ، 2/12 (3) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 3/506 (4) طریقہ محمدیہ، 2/17 (5) مسلم، ص984، حدیث: 6097 (6) نور الابصار، ص85 (7) ترمذی، 3/220، حدیث: 1604 (8) دُرِّ مختار، 3/71 تا 75 ملتقطا (9) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 3/109 تا 111 (10) طریقہ محمدیہ، 2/17 (11) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 3/504-505 (12) ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت، 1/176

خاندان میں عورت کا کردار

# نومولود کے زیادہ رونے کی وجوہات اور احتیاطیں (قسط11)

جو عورت پہلی بار ماں بنتی ہے اس کے لئے بچے کو سنبھالنا واقعی ایک بہت مشکل کام ہے۔ اگرچہ ہر ماں بہت جلد یہ تو جان لیتی ہے کہ اس کا بچہ کب سونا چاہتا ہے، اسے دودھ کب دینا چاہئے یا کس وقت اس کا ڈائپر تبدیل کرنا چاہئے۔ مگر ایک صورت ایسی ہے جسے جانچنے میں سائنس بھی ناکام رہی اور وہ یہ کہ بچہ حد سے زیادہ کیوں روتا ہے؟ تقریباً 2 سال تک بچہ اپنی ضرورتوں اور تکلیفوں کا اظہار رو کر کرتا ہے اس لئے اس بات کا اندازہ لگانا خصوصاً نئی ماؤں کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ عام تجربات وغیرہ پر مشتمل چند باتوں کا جائزہ لیں گی تو ممکن ہے اس میں سے کوئی صورت آپ کے بچے کے بھی زیادہ رونے کا سبب ہو، لہٰذا اس صورت میں کچھ احتیاطوں پر عمل کریں گی یا اس حوالے سے کوئی اور مناسب قدم اٹھائیں گی تو امید ہے کہ آپ کا بچہ جلد ہی پر سکون ہو کر چپ ہو جائے۔

یاد رکھئے! ہر ماں کو اس معاملے میں بنیادی معلومات کا ہونا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہنستا بچہ سب کا اور روتا بچہ ماں کا۔ یعنی بچہ رو رہا ہو تو ہر ایک کی زبان پر یہی ہوتا ہے اسے اس کی ماں کے پاس لے جاؤ اور پھر واقعی بچہ ماں کے ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے ہی پر سکون ہو جاتا اور چپ ہو جاتا ہے، مگر بسا اوقات وہ ماں کی آغوش میں آکر بھی چپ نہیں ہوتا، تو جان لیجئے کہ وہ کسی تکلیف کا شکار ہے اور اسے آپ کی خاص توجہ درکار ہے، لہٰذا ہر کام چھوڑ دیجئے اور اپنے بچے پر توجہ دیجئے۔

## بچے کے رونے کی مختلف وجوہات اور احتیاطیں

**ناف کی وجہ سے بچے کا رونا:** پیدائش کے فوراً بعد بچے کی ناف کاٹ کر کلپ لگا دیا جاتا ہے۔ بسا اوقات اس میں درد ہو تو بھی بچہ روتا ہے۔ اس لئے نومولود کو اٹھاتے وقت خاص احتیاط کی جائے کہ ناڑ والی جگہ پر ہاتھ نہ لگے۔

**پیٹ درد کی وجہ سے بچے کا رونا:** بچے کے رونے کی ایک اہم وجہ اس کے پیٹ میں درد، ہوا یا مروڑ کا ہونا بھی ہے۔ ہوا دودھ کے ذریعے بچے کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔ اس کا ایک آسان سا حل یہ ہے کہ جب بھی بچے کو دودھ پلائیں تو اس کے بعد اسے ڈکار لازمی دلوایئے کہ بچے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے۔ نیز بچے کے پیٹ میں گیس وغیرہ کا مسئلہ ہو تو ڈاکٹرز اس کے لئے کالک ڈراپس بھی تجویز کرتے ہیں، لہٰذا یہ دوائی بھی ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق بچے کو ضرورتاً دی جاسکتی ہے، البتہ! دوائی کی ایکسپائری ڈیٹ کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

**پیشاب پاخانے کی وجہ سے بچے کا رونا:** بچے کے رونے کی ایک وجہ اس کا پیشاب

یا پاخانہ کرنا بھی ہے کہ وہ زیادہ گیلے ہونے کی وجہ سے بے چینی محسوس کرتا ہے اور رونے لگتا ہے، اسی طرح وقت پر ڈائپر تبدیل نہ کرنے کی وجہ سے بچے کو ریشز ہو جاتے ہیں اور یوں وہ تکلیف کی وجہ سے روتا رہتا ہے، اس لئے بچے کا ڈائپر ہمیشہ وقت پر تبدیل کیجیے اور ہمیشہ کوئی اچھی ریشز کریم بھی پاس رکھیے، تاکہ اچانک ضرورت پڑنے پر مسئلہ نہ ہو۔ اگر گرمیاں ہوں اور بچے کا ڈائپر تبدیل کریں تو ممکنہ صورت میں اسے دھو لیجیے اور سردیاں ہوں تو کم از کم بے بی وائپس یعنی گیلے ٹشوز یا کسی صاف ستھرے نرم کپڑے کو نیم گرم پانی سے گیلا کرکے بچے کو صاف ضرور کیجیے۔ مزید احتیاط کرنا چاہتی ہیں تو جراثیم سے حفاظت کے لئے بچے کو نہلاتے ہوئے یا صاف کرتے ہوئے پانی میں چند قطرے ڈیٹول کے بھی ڈال سکتی ہیں۔ اسی طرح بعض خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ڈائپر لگاتے ہوئے خاص طور پر سردیوں میں بچے کی صفائی کرنے کے بعد اس کے جسم پر سرسوں یا ناریل وغیرہ کا تیل لگا دیتی ہیں، اس سے ایک تو بچے کی جلد نرم رہتی ہے اور دوسرا پیشاب پاخانے کی گندگی بھی اس کے جسم پر نہیں چپکتی۔

**کان درد کی وجہ سے بچے کا رونا:** نہلانے کے بعد بسا اوقات بچے کے کان میں پانی چلا جاتا ہے اور بچہ کان میں درد کی وجہ سے رونے لگتا ہے۔ اس لئے نہلاتے ہوئے احتیاط سے کام لیا جائے کہ بچے کے کان میں پانی نہ جائے۔ بہتر ہے کہ کان کی صفائی کے لئے کاٹن بڈز یا نرم کپڑے وغیرہ کا استعمال کیا جائے، مگر کان میں کوئی چیز ڈال کر اسے صاف نہ کیا جائے کہ اس سے نقصان کا خطرہ ہے۔ جس کان میں پانی چلا جائے اس طرف سر کو جھکا کر کان کی لو کو ہلایئے یا اپنی انگلی پر تولیہ وغیرہ لپیٹ کر کان کے سوراخ پر رکھیے، اس سے بھی امید ہے کہ پانی نکل آئے گا۔ اگر پھر بھی بچہ بے چینی محسوس کرے تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع کیجئے، ہو سکتا ہے بچہ کان میں انفیکشن کی وجہ سے رو رہا ہے۔

**بھرپور نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے بچے کا رونا:** بچے کی نیند پوری نہ ہو تو بھی وہ روتا رہتا ہے اور موسمی تبدیلیاں چونکہ زندگی کا حصہ ہیں، لہٰذا بچے کو موسم کی سختی سے بچانا ضروری ہے، کیونکہ زیادہ گرمی یا سردی کی وجہ سے بچہ بھرپور نیند نہیں لے سکتا اور یوں نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے روتا رہتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ گرمیوں میں بچے کو نہلا کر سلایا جائے کہ اس سے وہ چست ہو جاتا اور اچھی نیند سوتا ہے۔ جبکہ سردی میں بچے کو گرم لباس سے محفوظ کرکے سلایا جائے تاکہ سردی کے باعث نہ بچہ روئے اور نہ بیمار ہو۔ نیز بستر کا آرام دہ نہ ہونا یا مچھروں وغیرہ کا کاٹنا بھی بچے کی نیند پوری نہ ہونے اور رونے کی وجہ ہو سکتی ہے، لہٰذا بستر کے آرام دہ ہونے اور مچھروں سے بچے کو بچانے کا اہتمام کریں۔

**بھوک کی وجہ سے بچے کا رونا:** بچے کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اسے خوراک کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر بچہ دودھ پینے کے وقت سے پہلے ہی رونا شروع کر دے تو سمجھ جایئے کہ دودھ کی مقدار بچے کے لئے ناکافی ہے، اس لئے اسے بڑھا دیجئے۔ بعض بچوں کی خوراک عام بچوں کی خوراک سے زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا خیال رکھیے کہ اگر زیادہ خوراک ان کی پرورش میں مفید ہو تو خوراک زیادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر خوراک بھی زیادہ ہو اور جسمانی بڑھوتری میں فائدہ مند بھی نہ ہو تو بہتر ہے کہ اس حوالے سے ڈاکٹر سے مشورہ کر لیجیے، ممکن ہے جو خوراک دی جارہی ہے وہ درست نہ ہو اور بچے کی غذائی ضروریات پوری نہ ہو رہی ہوں!

**بعض مخصوص حالات کی وجہ سے بچے کا رونا:** چھوٹی فیملی میں رہنے والے بچے عموماً اکیلے پن کے عادی ہوتے ہیں، لہٰذا جب وہ زیادہ لوگوں میں جاتے ہیں تو گھبرا جاتے اور رونے لگتے ہیں، اسی طرح بڑی فیملی میں رہنے والے بچے بھی اکیلا پن برداشت نہیں کرتے۔ اسی طرح کچھ بچے دورانِ سفر بے چینی اور بے سکونی کے باعث بہت زیادہ روتے ہیں۔ لہٰذا ان مخصوص حالات میں پریشان نہ ہوں، بلکہ بچوں کو ہر ماحول کا عادی بنانے کی کوشش کیجیے، ورنہ وہ ایک خاص ماحول کے عادی ہو گئے تو بڑے ہو کر بھی اس عادت سے باہر نہیں نکل پائیں گے۔

**نظر لگنے کی وجہ سے بچے کا رونا:** بچے کے زیادہ رونے کی ایک وجہ نظر لگنا بھی ہے۔ بعض اوقات بچوں کی ننھی مُنّی شرارتوں اور حرکتوں سے والدین کی نظر بھی لگ جاتی ہے۔ اس لئے بچے کو شجرۂ قادریہ عطاریہ سے صبح و شام کے اوراد و وظائف پڑھ کر دم کیجیے یا دعوتِ اسلامی کے شعبہ روحانی علاج سے رابطہ کرکے نظر کا تعویذ منگوا کر پہنا دیجیے۔

# سیدہ خدیجہ کی مالی خدمات

(قسط 6)

شعبہ ماہنامہ خواتین

مسلمان خواتین میں اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کو جو مرتبہ حاصل ہے وہ کسی اور خاتون کو حاصل نہیں۔ ☆ آپ حضور کی پہلی زوجہ ہیں ☆ آپ کو بطورِ زوجہ حضور کے ساتھ سب سے زیادہ زندگی گزارنے کا موقع ملا ☆ آپ نے حضور کے اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد دونوں زمانوں میں ہمیشہ اور ہر قدم پر حضور کا ساتھ دیا ☆ حضور کی حضرت ابراہیم کے علاوہ تمام اولاد انہی سے پیدا ہوئی اور آج اگر ہم ساداتِ کرام کی برکتوں سے فیض پاتی ہیں تو یہ سب ساداتِ کرام بھی بلاشبہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا ہی کی اولاد ہیں۔

پرچمِ اسلام کو بلند رکھنے اور عالم میں نورِ اسلام کو پھیلانے میں سیدہ خدیجہ کے کردار کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ آپ اگرچہ بہت مالدار تھیں مگر کبھی اس پر فخر نہ کیا، بلکہ جب بھی جہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان کے مال کی ضرورت پیش آئی، انہوں نے فوراً پیش کر دیا۔ مثلاً ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا حضور کے پاس آئیں اور قحط سالی کی شکایت کی تو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرمان پر حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا کو ایک اونٹ اور 40 بکریاں پیش کیں۔[1] یہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو سیدہ خدیجہ کے مال میں سے کوئی چیز پسند آتی اور کبھی آپ اس کا اظہار فرما دیتے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہُ عنہا فوری اس چیز کی ملکیت سے الگ ہو کر وہ چیز حضور کو بطورِ تحفہ پیش کر دیتیں اور ایسا آپ اسلام لانے سے پہلے بھی کیا کرتی تھیں، جیسا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہُ عنہ کے معاملے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کا واقعہ امام سیوطی رحمۃُ اللہِ علیہ نے تفسیر دُرِّ منثور میں کچھ یوں نقل فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے اپنے بھتیجے حضرت حکیم بن حِزام رضی اللہُ عنہ کو ایک ایسا غلام خریدنے کا کہا جو خالص عربی ہو اور سمجھ دار و باادب بھی۔ چنانچہ انہوں نے عُکاظ کے میلے میں 8 سالہ حضرت زید بن حارثہ کو غلاموں میں بکتے دیکھا کہ کم عمری کے باوجود انتہائی ہوشیار اور عقل مند دکھائی دیتے تھے، لہٰذا انہوں نے انہیں خرید لیا اور اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی: (اس غلام کی عمر اگرچہ کم ہے مگر) آپ نے جس طرح کا غلام خریدنے کا فرمایا تھا، یہ بالکل ویسا ہی ہے، اگر آپ کو پسند آ جائے اور رکھنا چاہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ رہنے دیجئے گا، میں رکھ لوں گا، کیونکہ مجھے تو یہ بہت زیادہ پسند ہے۔ چنانچہ آپ کو بھی حضرت زید پسند آ گئے اور آپ نے انہیں رکھ لیا۔ پھر جب اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے شادی ہوئی تو حضور کو بھی حضرت زید کی عادتیں بڑی پسند آئیں، لہٰذا سیدہ خدیجہ نے حضور کی پسند اور رغبت کو دیکھا تو انہوں نے یہ غلام حضور کو تحفے میں پیش کرتے ہوئے عرض کی: یہ غلام میری طرف سے قبول فرمائیے! چاہیں تو اسے آزاد فرما دیجئے اور چاہیں

تو اپنے پاس رکھ لیجئے (چنانچہ حضور نے انہیں اپنا بیٹا بنالیا)۔[2]

دامنِ مصطفےٰ سے وابستہ ہونے کے بعد آپ نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جس قدر قریب سے دیکھا، اتنا کسی اور کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ آپ نے اگرچہ حضور کی امانت و دیانت سے متاثر ہو کر حضور سے شادی کی تھی، مگر بعد میں آپ نے یہ حقیقت بھی جانی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بے شمار اوصافِ حمیدہ کا مجموعہ ہیں اور اس بات کا اقرار آپ نے حضور پر پہلی وحی کے نزول کے بعد کچھ ان الفاظ میں فرمایا کہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے، محتاجوں کے لئے کماتے اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔[3] یہ سب کام چونکہ مال کے بغیر ممکن نہیں، اس لئے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس اگر کسی وقت اپنا ذاتی مال نہ ہوتا تو بھی آپ کوشش فرماتے کہ کسی طرح ضرورت مند کی ضرورت ضرور پوری ہو، چاہے اس کے لئے آپ کو قرض ہی لینا پڑتا۔[4] اور بسا اوقات آپ حاجت مند سے فرماتے: فی الوقت میرے پاس کوئی چیز نہیں! ہاں تم میرے ذمہ پر اپنی مطلوبہ چیز خرید لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک موقع پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ پاک نے آپ کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا جس کی آپ کو قدرت نہیں۔ تو آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ پھر جب یہ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ خرچ فرمایئے اور مالکِ عرش کی طرف سے محتاجی کا خوف نہ کیجئے! تو آپ مسکرا دیئے اور خوشی کے آثار چہرے پر نظر آنے لگے۔[5] اگر کبھی کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ کر پاتے تو اداس ہو جاتے، چنانچہ ایسے ہی ایک موقع پر جب اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو حضور کی اداسی کا سبب معلوم ہوا تو آپ نے قریش کے تمام قدر والے لوگوں کو بلایا جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو فرماتے ہیں: سیدہ خدیجہ نے اس قدر سونا لا کر باہر ڈال دیا کہ ڈھیر کی دوسری طرف والا شخص مجھے دکھائی نہ دیتا تھا۔ پھر آپ نے سب کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا: یہ مال حضور کا حق ہے اور ان کی ملکیت ہے جس کو چاہیں دیں اور جہاں چاہیں خرچ کریں۔[6]

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہو رہی ہیں: ایک تو یہ کہ سیدہ خدیجہ مالی طور پر بہت زیادہ مضبوط تھیں۔ دوسری یہ کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاجت مندوں کی جو مدد فرمایا کرتے تھے وہ آپ کا اپنا ذاتی مال ہوتا تھا اور آپ سیدہ خدیجہ کا مال بالکل استعمال نہ فرماتے تھے۔ اگرچہ سیدہ خدیجہ نے کبھی بھی کسی موقع پر حضور کو اس بات کا احساس نہ ہونے دیا تھا کہ وہ اتنی زیادہ مالدار ہیں اور ان کے مال میں حضور کا کوئی حق نہیں، مگر قربان جایئے حضور کی غیرت پر! جب آپ نے دودھ پینے کی عمر میں سیدہ حلیمہ کا دودھ ہمیشہ صرف ایک ہی طرف سے پیا اور دوسری طرف کا دودھ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا تو کوئی کیسے یہ تصور کر سکتا ہے کہ آپ ہوش و حواس میں کسی کے مال میں بغیر اجازت تصرف کریں گے! چاہے وہ آپ کی اپنی بیوی ہی کیوں نہ ہو! سیدہ خدیجہ بھی چونکہ حضور کے ان اوصاف کو اچھی طرح جانتی تھیں، لہٰذا انہوں نے جب حضور کو احتیاط کا دامن تھامے ہوئے دیکھا تو میرے تیرے مال کا فرق ختم کرنے کے لئے جو قدم اٹھایا وہ ہمیشہ تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھا رہے گا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مالی قربانیوں کے متعلق ہر کوئی جانتا ہے کہ آپ نے ہر مشکل گھڑی میں اپنے سرتاج کا ساتھ دیا، یہاں تک کہ جب حضور کے اعلانِ نبوت کے ساتویں سال کفارِ مکہ نے بنی ہاشم کا بائیکاٹ کیا، ان سے کھانے پینے کی چیزیں روک دیں، میل جول، سلام کلام وغیرہ ختم کر دیا اور بنی ہاشم شعبِ ابی طالب میں قید ہو کر رہ گئے تو وہاں کھانے پینے وغیرہ کی چیزیں پہنچانے کا کام اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رشتے داروں بالخصوص حضرت حکیم بن حزام نے بڑی حکمت اور ہمت سے کیا۔[7]

---

1 طبقات ابن سعد، 1/92 2 تفسیر در منثور، 6/563 3 بخاری، 1/8، حدیث: 3 4 ابوداود، 3/231، حدیث: 3055 5 شمائل محمدیہ، ص201، حدیث: 338 6 تفسیر کبیر، 11/199 7 سیرت ابن ہشام، جزء: 1/328 ملتقطاً

# خدمتِ دین کا جذبہ

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

چھٹی صدی ہجری کے آخر کی مشہور بزرگ خاتون حضرت مریم بنتِ عبدُ القادر رحمۃ اللہ علیہانے بہترین لکھائی میں (6 جلدوں پر مشتمل) کتاب صحاحُ الجَوْھَری کا ایک نسخہ لکھا تھا، جس کے آخر میں آپ نے لکھا: اگر کوئی اِس نسخے میں غلطی پائے تو میری خطا کو معاف کردے کیونکہ میں اپنے سیدھے ہاتھ سے لکھتی اور الٹے ہاتھ سے اپنے بچے کو جھولا جھلاتی تھی۔ (لغۃ العرب مجلۃ شھریہ، 6/717)

اس واقعے کو سامنے رکھتے ہوئے اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اکثر ہم گھریلو مصروفیات، بچوں کی پرورش یا ٹائم نہ ہونے وغیرہ کے بہانے بنا کر ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنے، عملی طور پر دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے، علمِ دین حاصل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں انتہائی سستی کا مظاہرہ کرتی ہیں بلکہ وہ دینی علوم جن کا سیکھنا ہم پر فرض ہے، ان کے سیکھنے میں بھی غفلت اور لاپروائی کر کے گناہ گار ہوتی ہیں۔ جبکہ شادی وغیرہ تقریبات، دیگر گیدرنگز اور پکنک وغیرہ پر جانے کیلئے کسی نہ کسی طرح سارے کام Manage کر کے وقت نکال ہی لیتی ہیں۔ شاید اس لئے کہ ہماری ترجیحات میں دنیاوی معاملات نمٹانا اور تفریحات سے لطف اٹھانا زیادہ اہمیت رکھتا ہے جبکہ دینی کاموں سے متعلق معاذ اللہ سمجھتی ہیں وقت بچا تو کرلیں گی ورنہ نہیں۔ حالانکہ بحیثیتِ مسلمان ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ پاک نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور قیامت کے دن ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ لہٰذا آخرت کی تیاری ہمیں اسی زندگی میں کرنی ہے، اس کیلئے کوئی اور زندگی نہیں دی جائے گی۔

بہت سی لڑکیاں شادی سے پہلے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں مگر شادی کے بعد سب چھوڑ چھاڑ کر گھر ہی کی ہو کر رہ جاتی ہیں حالانکہ شادی، شوہر کے حقوق کی ادائیگی اور بچوں کی پرورش و تربیت خدمتِ دین کیلئے بالکل بھی رُکاوٹ نہیں، کیونکہ شادی کے باوجود مرد حضرات اپنے منصب کے مطابق دینی کاموں میں حصہ لے سکتے ہیں تو خواتین بھی شرعی تقاضوں کے دائرے میں رہ کر دینی کاموں میں حصہ کیوں نہیں لے سکتیں؟ چنانچہ اس کیلئے ہمیں سمجھ داری کے ساتھ تمام معاملات کو ہینڈل کرنا چاہیے کہ سارے کام بھی درست طریقے سے ہو جائیں، شوہر یا سسرال والوں کو بھی شکایت نہ ہو اور عبادات کرنے، فرض علوم حاصل کرنے، دوسروں کو سکھانے، دینی اجتماعات میں شرکت کرنے، دیگر خواتین کو دینی ماحول کی طرف راغب کرنے اور نیکی کی دعوت دینے وغیرہ کاموں میں بھی سستی نہ ہو۔ یقیناً یہ ناممکن ہرگز نہیں، لہٰذا اگر ہم سنجیدہ ہو کر اپنا مائنڈ بنائیں، سوشل میڈیا اور فضول کاموں میں وقت برباد کرنے سے بچیں تو ایسا بالکل ممکن ہے۔ جیسا کہ مذکورہ واقعے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہماری بزرگ خواتین بھی بچوں کو پالتی اور ان کی خوب دیکھ بھال کیا کرتی تھیں، مگر اس کے ساتھ انہوں نے کبھی بھی خدمتِ دین سے منہ نہ موڑا اور وہ اپنے طور دین کی جو بھی خدمت کر سکتی تھیں، کیا کرتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی گود میں اسلام کے ہیرو پلتے تھے اور ایک آج کی عورت ہے جسے سوشل میڈیا سے فرصت نہیں، وہ کیسے توقع کر سکتی ہے کہ اس کی نوجوان اولاد اس کی تابع فرمان اور اللہ و رسول کے دین کی محافظ ہوگی۔ اللہ پاک بزرگ خواتین کے صدقے ہمیں بھی دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام کی خوب خدمت کرنے کی بھی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

منگنی کے موقع پر ایک خاص رسم کا اہتمام یہ ہوتا ہے کہ لڑکی لڑکے کے خاندانوں کی طرف سے ایک دوسرے کو قیمتی تحائف دیئے جاتے ہیں جن کے انتخاب کا طریقہ کار عام طور پر لوگوں کی اپنی مرضی کے مطابق ہوتا ہے یعنی لڑکے کے خاندان میں اس موقع پر جو چیزیں لڑکی کو دینے کا رواج ہوتا ہے وہ چیزیں اس لڑکی کو دی جاتی ہیں، مثلاً کہیں اسے سونے کا سکہ یا خاص قسم کے خاندانی زیورات وغیرہ پہنائے جاتے ہیں جن کی حیثیت تاریخی ہوتی ہے اور جو نسل در نسل اسی موقع پر پہنانے کا اہتمام چلا آ رہا ہوتا ہے کہ خاندان کی ہر عورت اپنی ہونے والی بہو کو وہ امانت اس موقع پر سونپتی ہے۔ اسی طرح لڑکی والے لڑکے کو بھی قیمتی چیزیں تحفے میں دیتے ہیں۔

بسا اوقات منگنی کی رسم میں لاکھوں کے زیورات اور مہنگے ملبوسات تحفے میں دیئے جاتے ہیں، مختلف قسم کے کھانے پینے کی چیزوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ اسے شادی سے پہلے شادی کی تقریب بھی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس پر خرچ ہونے والی رقم سے مڈل کلاس طبقے کی ایک سے زائد شادیاں ہونا ممکن ہیں۔

منگنی میں لڑکی یا لڑکے کو ہزاروں اور کئی صورتوں میں لاکھوں روپے نقدی تھمانا بھی فرض سمجھا جاتا ہے۔ بعض خاندانوں میں منگنی کے وقت لڑکے کی طرف سے مٹھائی، پھولوں کا گہنا اور ایک عدد سونے کی انگوٹھی لڑکی کو پہنائی جاتی ہے جسے بعض گھرانوں میں لڑکے کی قریبی عورتیں خود لے جا کر پہناتی ہیں، جبکہ بعض خاندانوں میں دولہا خود پہناتا ہے جس کے متعلق پچھلی قسط میں گزر ہو چکا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ نکاح سے پہلے لڑکا اور لڑکی آپس میں نامحرم ہی ہیں، ان کا ایک دوسرے کو چھونا ہرگز جائز نہیں۔

بعض خاندانوں میں منگنی کے وقت موجود رشتہ داروں کو ہزار، پانچ سو یا حیثیت کے مطابق پیسے دیے جاتے ہیں۔

بعض خاندانوں میں یہ بھی رواج ہے کہ منگنی کے وقت لڑکی کے گھر والے لڑکے کے گھر والوں کو دودھ وغیرہ پیش کرتے ہیں اور پھر لڑکے والے وہ دودھ وغیرہ پی کر اس برتن میں کچھ رقم رکھ کر واپس کرتے ہیں اور جو پیسے نہیں رکھتا اس کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اگر پیسے کم ہوں تو بھی لڑکی والے ناراضی کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں، لہٰذا اس قسم کی خرابیوں کی بنا پر اس رسم کو چھوڑنا لازم ہے۔

بعض مقامات اور خاندانوں میں منگنی کے وقت لڑکے والے لڑکی والوں کے ہاں اپنی رقم سے دعوت کا انتظام کرتے ہیں اور بارات کی شکل میں لڑکی والوں کے ہاں جاتے ہیں، جن میں ایک بڑی تعداد خواتین کی ہوتی ہے۔ وہاں کھانے کے بعد لڑکے کو نئے کپڑے، پھولوں اور نوٹوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔ ہار پہنانے والے زیادہ تر وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو لڑکے والے پہلے پہنا چکے ہوتے ہیں اور اب اس کا بدل ادا کرنے کے لیے وہ اسے پہناتے ہیں۔ بعض جگہوں پر منگنی میں جانے والی

ہر عورت اپنے ساتھ تقریباً تین کلو چینی کسی رومال میں لے جاتی ہے اور بدلے میں اسی رومال میں کوئی دوپٹہ، جوڑا یا کچھ رقم وغیرہ باندھ کر اسے واپس کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی خالی رومال واپس کر دے تو اس کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: منگنی کے وقت تو لڑکے والا اپنے قرابت داروں کو جمع کر کے اوّلاً ان کی دعوت اپنے گھر کرتا ہے، پھر دلہن کے یہاں سب کو لے جاتا ہے۔ جہاں دلہن والوں کے قرابت دار پہلے ہی سے جمع ہوتے ہیں غرضیکہ دلہن کے گھر دو قسم کے میلے لگ جاتے ہیں، پھر ان کی پُر تکلّف دعوت ہوتی ہے۔ پھر دلہن کے یہاں سے لڑکے کے لیے سونے کی انگوٹھی اور کچھ کپڑے ملتے ہیں اور لڑکی کو دولہا والوں کی طرف سے قیمتی جوڑا، بھاری زیور دیا جاتا ہے، پھر منگنی سے شادی تک ہر عید وغیرہ پر کپڑے اور وقتاً فوقتاً موسمی میوہ (فروٹ) اور مٹھائیاں لڑکے کے گھر سے جانا ضروری ہے۔

مزید فرماتے ہیں: بہت سے لوگ سودی قرض سے یا مانگ کر زیور چڑھا دیتے ہیں۔ شادی کے بعد پھر دلہن سے وہ زیور حیلے بہانے سے لے کر واپس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپس میں خوب لڑائیاں ہوتی ہیں اور شروع کی وہ لڑائی ایسی ہوتی ہے کہ پھر ختم نہیں ہوتی اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ منگنی ٹوٹ جاتی ہے پھر دلہن والوں سے زیور واپس مانگا جاتا ہے اُدھر سے انکار ہوتا ہے۔ جس پر مقدمہ بازی کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح منگنی کے وقت دعوت اور فضول خرچی کا حال ہے۔ اگر منگنی چھوٹ گئی تو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارا خرچہ واپس کر دو اور دونوں فریق خوب لڑتے ہیں۔ بعض دفعہ منگنی میں اتنا خرچ ہو جاتا ہے کہ فریقین میں شادی کے خرچ کی ہمّت نہیں رہتی۔ پھر کبھی کبھی کپڑوں کے جوڑے اور مٹھائیوں کے خرچ لڑکے والوں کا دیوالیہ نکال دیتا ہے اور شادی کے وقت غور ہوتا ہے کہ دلہن والوں نے اس قدر جہیز اور زیور وغیرہ دیا نہیں جو میرا خرچ کرا چکا ہے۔ اگر لڑکی والے نے اتنا نہ دیا تو لڑکی کی جان سولی پر رہتی ہے کہ تیرے باپ نے ہمارا لے لے کر کھایا، دیا کیا؟ اور اگر خوب دیا تو کہتے ہیں کہ کیا دیا! ہم سے بھی تو خوب خرچ کرا لیا۔[1]

بسا اوقات لڑکی والے منگنی کے موقع پر ایسی شرط رکھ دیتے ہیں اور ایسے مطالبات کرتے ہیں کہ جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، مثلاً اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ سے ایک سوال پوچھا گیا کہ اگر لڑکی والے لڑکے والوں سے کہیں کہ منگنی میں پانچ من مٹھائی لیکر آنا، اور لڑکے والوں کی اتنی گنجائش نہ ہو تو وہ کیا کریں؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: کہیں کہیں ایسا ہے جیسے میمن برادری میں خرچے کی وجہ سے لڑکی والے آزمائش میں ہوتے ہیں اور بعض برادریوں میں لڑکے والے آزمائش میں ہوتے ہیں۔ بہر حال مٹھائی نہ تو پانچ من مانگی جائے اور نہ ہی پانچ کلو کیونکہ دینے والا اس وجہ سے دیتا ہے کہ اگر نہ دی تو شادی نہیں ہو گی یا یہ لوگ ہماری بچی یا بچے کو تکلیف دیں گے یا سامنے والے کے شر سے بچنا مقصود ہوتا ہے کہ نہ دینے کی صورت میں وہ ہمیں کنجوس کہیں گے، طرح طرح کی باتیں کریں گے اور جھوٹ سچ ملا کر ہماری جگ ہنسائی کا سبب بنیں گے۔ یاد رکھیے! اِس وجہ سے مٹھائی یا کوئی بھی اچھی چیز دینا رِشوت کہلائے گا۔[2] اور لینے والا گناہ گار ہو گا، دینے والا چونکہ شر یا بُرائی سے بچنے یا اپنی عزت کی حفاظت کیلیے دے رہا ہے اس لیے اس پر گناہ گار ہونے کا حکم نہیں ہو گا[3]۔[4]

بعض خاندانوں میں بچے بچیوں کی پیدائش پر ہی ان کی نسبتیں آپس میں طے کر دی جاتی ہیں اور بعض جگہ یہ منگنیاں کئی سالوں تک رہتی ہیں۔ پھر عید کے موقع پر عیدی کے نام سے اور دیگر تہواروں پر اُن کی مناسبت سے کچھ نہ کچھ تحفے کپڑے جوتے وغیرہ کا لین دین ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لڑکے یا لڑکی والوں میں سے کوئی ایک اگر ڈیمانڈ پوری نہ کرے تو اسے رشتہ داروں وغیرہ کی جلی کٹی باتیں سننی پڑتی ہیں، طنز کیا جاتا ہے اور منگنی توڑنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں، یہ کسی بھی طرح درست نہیں اس سے بچا جائے۔

یاد رکھئے! منگنی ایک جائز کام ہے مگر اس موقع پر قیمتی جوڑے دینا یا طاقت سے بڑھ کر لوگوں کی دعوت اور مہمانی کرنا یا قریبی رشتہ داروں کے علاوہ اچھے خاصے لوگ جمع کر کے گویا خود کو تکلیف میں ڈالنا ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

---

❶ اسلامی زندگی، ص34، 38 ❷ فتاویٰ رضویہ، 12 / 257 ❸ فتاویٰ رضویہ، 17 / 300 ❹ بیٹی بچانے کے احکام، ص8

# احسان کرنا

اخلاقیات

ام غزالی

شعبہ ماہنامہ خواتین

احسان ایک عمومی لفظ ہے جس کے بولتے ہی ذہن میں ہمدردی، بھلائی، رعایت اور خوفِ خدا جیسی باکمال خوبیوں کا تصور آتا ہے، قرآنِ مجید میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى (پ14، النحل:90) ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے۔

احسان ایک ایسی خوبی ہے جس کے اوصاف پانی کی طرح ہیں۔ جس طرح پانی جس برتن میں ہو اسی کا رنگ اختیار کرلیتا ہے، اسی طرح احسان کو جس نے جس رنگ میں دیکھا وہی بیان کر دیا کہ احسان یہ ہے، احسان ایسا ہے۔ حالانکہ احسان ایسا بھی ہے اور احسان ویسا بھی ہے۔ مثلاً احسان سے مراد نیکی کرنا اور بھلائی بھی ہے، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے: وَ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ(۵۸) (پ1، البقرۃ:58) ترجمہ کنز العرفان: اور عنقریب ہم نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ ایک مقام پر ہے: وَ اَحْسِنُوْاۚۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ(۱۹۵) (پ2، البقرۃ:195) ترجمہ کنز الایمان: اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔ احسان کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ☆ ہر وہ کام جو بندے پر واجب نہ ہو اور سامنے والے کو فائدہ پہنچائے احسان ہے۔[1] ☆ احسان یہ نہیں کہ بھلائی کے بدلے بھلائی کی جائے، یہ تو بدلہ چکانا ہے، بلکہ احسان یہ ہے کہ جو بُرائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کی جائے۔[2] ☆ احسان کا مطلب اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ نیک عمل کی توفیق اللہ پاک کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔[3] ☆ احسان اخلاص کا نام ہے۔[4] ☆ احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو۔[5] ☆ احسان سے مراد فضل بھی ہے۔[6]

احسان معاملات میں ہوتا ہے اور عبادات میں بھی۔ معاملات میں احسان سے مراد لین دین یا خرید و فروخت وغیرہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی بھلائی چاہنا ہے، مثلاً ہم نے کوئی چیز خریدی تو اس کے بدلے جو رقم طے ہوئی وہ ادا کرنا تو ہم پر لازم ہے ہی، لیکن اچھی نیت کے ساتھ طے شدہ قیمت سے کچھ زائد دے دینا معاملات میں احسان ہے۔ نیز کسی غریب کی مدد کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور قرض دار کا قرض معاف کر دینا وغیرہ سب احسان ہی کی صورتیں ہیں۔ جبکہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبادات میں احسان یہ ہے کہ بندہ عبادات کو انتہائی خوبی اور کمال کے ساتھ پورا کرے۔[7] مثلاً خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا، اخلاص کے ساتھ دل کا حاضر ہونا، ریاکاری نہ ہونا، خود پسندی نہ ہونا، یہ سب عبادات میں احسان کی صورتیں ہیں۔

یاد رکھئے! احسان کامیابی اور خوش بختی کا سبب ہے۔[8] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ معاملات و عبادات ہر دو صورتوں میں احسان کو اپنائیں اور اگر کوئی ہم پر احسان کرے تو احسان کا بدلہ احسان سے ہی دیں کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُۚ(۶۰) (پ27، الرحمٰن:60) ترجمہ کنز العرفان: نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔ نیز نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بھی فرمان

ہے: جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کا بدلہ دو اگر بدلہ نہیں دے سکتے تو اس کے لیے دعا ہی کر دو یہاں تک کہ تم جان لو کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا۔[9] جو اپنے محسن کے احسانات بھول جائے، ان کا تذکرہ کرے نہ شکریہ ادا کرے، وہ شکرِ الٰہی سے بھی محروم ہے، جیسا کہ ایک حدیثِ پاک میں ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ پاک کا بھی شکر کرنے والا نہیں ہو سکتا۔[10] ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے پاکیزہ کردار سے بھی ہمیں سکھایا ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے ہی دیا جائے، چنانچہ مروی ہے کہ نجاشی بادشاہ کا وفد جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ نے خود ان کی خیر خواہی فرمائی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم اس کام کے لیے کافی ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: وہ میرے صحابہ کی عزت کرنے والے لوگ ہیں۔[11]

ہمارے بزرگانِ دین بھی حضور کی اس سنت پر خوب عمل کیا کرتے، بلکہ چھوٹے چھوٹے احسانات پر بڑی بڑی نوازشیں فرمایا کرتے، مثلاً حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ لوہاروں کے بازار سے سواری پر گزرے تو آپ کا کوڑا گر گیا تو ایک شخص نے اٹھا کر صاف کر کے آپ کو پکڑا دیا۔ آپ نے اپنے غلام سے پوچھا: تمہارے پاس کتنا مال ہے؟ غلام نے عرض کی: 10 دینار ہیں۔ فرمایا: یہ دینار اس شخص کو دے دو۔ آپ نے اس شخص سے دینار کم ہونے کی وجہ سے معذرت بھی کی۔[12]

**احسان کے درجات:** ایک بہت مشہور حدیثِ مبارک ہے جسے حدیثِ جبریل کہا جاتا ہے، اس میں حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام نے انسانی شکل میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے کچھ سوالات کئے اور آپ نے ان کے جوابات ارشاد فرمائے، ان میں ایک سوال احسان کے متعلق بھی تھا جس کا جواب نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو اللہ پاک تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔[13]

اس حدیثِ پاک میں احسان کے دو درجے بیان کئے گئے ہیں: احسان کا پہلا اور بلند ترین درجہ دیکھنا ہے یعنی اللہ پاک کی عبادت یہ تصور جما کر کرنا کہ گویا میں اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ احسان کا دوسرا درجہ اخلاص و مراقبہ ہے یعنی اللہ پاک کی عبادت اس تصور کے ساتھ کرنا کہ اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا بندہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے، ریاکاری وغیرہ سے بچے، اخلاص کی تصویر بن کر اللہ پاک کی عبادت میں مصروف رہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: افضل ایمان یہ ہے کہ تم یقین کر لو کہ تم جہاں بھی ہوں اللہ تمہارے ساتھ ہے۔[14]

### احسان کے چند فوائد

- احسان ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے انسان کے دنیوی تعلقات میں اس کی کامیابی کو جانا جاتا ہے۔
- احسان کرنے والا اللہ پاک کی حفاظت میں ہوتا ہے اور جسے اللہ کا ساتھ مل جائے اسے کسی چیز کا کچھ خوف و غم نہیں ہوتا۔
- احسان کرنے والے سے اللہ پاک محبت فرماتا ہے۔
- جب اللہ پاک کسی بندے سے محبت فرمائے تو اسے لوگوں کا بھی محبوب بنا دیتا ہے، چنانچہ احسان کرنے والا بھی لوگوں کا پسندیدہ بن جاتا ہے اور لوگ اس کے آس پاس جمع رہتے اور پریشانی کے وقت اس کی مدد کرتے ہیں۔
- احسان کرنے والوں کی لوگ عزت کرتے اور ان کی بات مانتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں بھی احسان کرنے والا بنائے اور اپنی محبوب بندیوں میں شامل فرما کر دنیا و آخرت کی کامیابی عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) احیاء العلوم مترجم، 2/308 (2) تفسیر کبیر، 3/367 (3) منہاج العابدین، ص 166 (4) تفسیر خازن، 3/139 (5) تفسیر خازن، 3/139 (6) حلیۃ الاولیاء، 7/295، رقم: 10784 (7) لمعات التنقیح، 1/208 (8) احیاء العلوم مترجم، 2/307 (9) ابو داود، 2/178، حدیث: 1672 (10) ابو داود، 4/335، حدیث: 4811 (11) شعب الایمان، 6/518، حدیث: 9125 (12) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، ص 518 (13) بخاری، 1/31، حدیث: 50 (14) معجم اوسط، 6/287، حدیث: 8796

# احسان جتانا

اُمِّ انس عطاریہ
نگران شعبہ مکتبۃ المدینہ و تقسیم رسائل
(پاک سطح و بین الاقوامی امور)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی: احسان جتانا کسے کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا تذکرہ کرنا (چاہے احسان کرنے والے سے کرے یا کسی اور سے)۔ ایک قول کے مطابق دے کر خدمت لینا بھی احسان جتانا ہے اور ایک قول کے مطابق دیئے ہوئے مال کی وجہ سے بڑائی مارنا بھی احسان جتانا ہے۔[1] بہر حال احسان جتانے کی ہر صورت تکلیف کا باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال کے مصداق کسی پر احسان کر کے اسے بھول جانا چاہئے، مگر بعض خواتین کسی پر احسان کرتی ہی اسی لیے ہیں کہ احسان لینے والی ان کی غلام بن جائے، ساری زندگی ان کے احسان تلے دب کر گزارے اور کبھی بھی سر نہ اٹھائے۔ اگر احسان لینے والی کی کوئی بات یا حرکت خلافِ توقع یا ناگوار لگ جائے تو بسا اوقات کم ظرفی کی ساری حدیں پار کر جاتی ہیں اور احسانات کا ڈھنڈورا پیٹ پیٹ کر بے چاری کو سارے زمانے میں ذلیل کر دیتی ہیں کہ اس کی بیٹیوں کی شادی کا سارا خرچ میں نے اٹھایا تھا، اس کا خاوند یا بھائی بیٹا وغیرہ اتنے سال بے روزگار رہا میں نے ان کا گھر چلایا، انہیں نوکری بھی دلوائی، اس کی بیٹی کا رشتہ کروایا ورنہ اسے کون پوچھتا! آج وہ کروڑ پتی ہے تو صرف میری وجہ سے، اس کے پاس تو پھوٹی کوڑی نہ تھی۔ بسا اوقات تو جس پر احسان کیا ہوتا ہے اس کے منہ پر ہی کہنے لگتی ہیں: تمہیں میرا احسان یاد نہیں! تمہارے لئے میں نے کیا نہیں کیا! بڑی احسان فراموش ہو! وغیرہ۔

یاد رہے! احسان جتانا ایک ایسا بُرا عمل ہے جو اخلاقی بربادی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی سے ملنے والے اجر و ثواب کے ضائع ہونے کا بھی سبب ہے، لہٰذا احسان جتانے والیاں اپنی بڑائی کی خواہش میں اندھی ہو کر کسی کی عزت کی پروا کرتی ہیں نہ یہ یاد رکھتی ہیں کہ انہیں دوسروں کی مدد کرنے کی توفیق اللہ پاک نے عطا کی تھی اور اسی نے انہیں وسیلہ بنایا تھا، وہ چاہے تو ایک پل میں محتاج کو بے نیاز اور بے نیاز کو محتاج کر دے۔ مگر افسوس! وہ اپنی نادانی کے سبب اپنی نیکیاں خود ہی برباد کر بیٹھتی ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى﴾ (پ3، البقرۃ: 264) ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے برباد نہ کر دو۔ یعنی اے ایمان والو! جس پر خرچ کرو اس پر احسان جتا کر اور اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقے کا ثواب برباد نہ کر دو۔[2]

سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 263 میں ارشاد ہے: ﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى﴾ ترجمہ کنز العرفان: اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو۔ یعنی سائل کو کچھ نہ دینے کی صورت میں اس سے اچھی بات کہنا اور اس کی زیادتی کو معاف کر دینا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد اسے عار دلائی جائے اور احسان جتایا جائے یا کسی اور طریقے سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔[3]

احسان جتانے والا قیامت میں محرومی اور سخت عذابِ الٰہی

کا شکار ہو گا، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اللہ پاک روزِ قیامت تین شخصوں سے کلام فرمائے گا نہ ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ پھر جب ذلیل ہونے والے ان لوگوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک احسان جتانے والا بھی ہے۔[4] اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس احسان جتانے والے کا ذکر فرمایا جو احسان جتائے بغیر کچھ نہیں دیتا۔[5]

یقیناً جنت میں داخلے کی خواہش ہم سب کو ہے اور ہم سب ہی جہنم سے پناہ مانگتی ہیں، مگر افسوس! صد افسوس! احسان جتانے والیاں صرف اپنے تکبر کی وجہ سے خود کو جہنم کی حق دار بنا لیتی ہیں۔ حالانکہ ہماری بزرگ خواتین رازداری کے ساتھ احسان فرماتیں اور اپنے احسان کے بدلے دعا لینا بھی پسند نہ فرماتیں کہیں ان کا احسان ضائع نہ ہو جائے۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ اور اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق منقول ہے کہ جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتیں تو لے جانے والے سے فرماتیں، اس کے دعائیہ کلمات کو یاد رکھنا، پھر اس جیسے کلمات کے ساتھ جواب دیتیں اور فرماتیں دعا کے بدلے اس لیے دعا دی تاکہ ہمارا صدقہ محفوظ رہے۔[6] یعنی احسان جتانا تو دور، احسان کے بدلے دی گئی دعا بھی قبول نہ کرتیں، کہیں وہ دعا ان کے احسان کا بدل نہ قرار دیدی جائے۔ نیز ہمارے بزرگوں کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ احسان جتانے والوں کے احسان سے بھی دور رہتے۔ چنانچہ ایک بزرگ نے کسی کی دی ہوئی چیز واپس کر دی، لوگوں نے بُرا مانا تو انہوں نے وضاحت کی کہ میں نے تو ان پر احسان کیا ہے! اگر میں ان کا تحفہ قبول کر لیتا وہ مجھ پر احسان جتاتے، اس طرح ان کا مال بھی جاتا اور ثواب بھی۔[7]

یاد رہے! احسان جتانے کے دو نقصان ہیں: ❶ صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے اور ❷ ایک مسلمان کو تکلیف دینے کا گناہ بھی سر چڑھ جاتا ہے۔ یہ دونوں اخروی نقصانات ہیں، جبکہ دنیاوی نقصان یہ ہے کہ احسان جتانے والیوں کی عزت دل سے نکل جاتی ہے، کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ اگر کسی پر احسان کیا جائے تو اس کے دل میں احسان کرنے والے کی محبت بیٹھ جاتی ہے، مگر جب احسان جتایا جاتا ہے تو یہ محبت نفرت میں بدل جاتی ہے اور احسان جتانے والیوں کو ریاکار، کم ظرف اور بڑائی مارنے والیاں سمجھا جاتا ہے۔

احسان جتانا ایک ایسی بیماری ہے جو اپنے ساتھ کئی باطنی امراض بھی لے کر آتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال! کے مصداق کسی کی مدد کر کے بھول جایئے۔ کیونکہ احسان جتانے کی نوبت ہی تب آتی ہے جب احسان کرنے والی احسان کے بدلے عزت اور تعریف کی خواہش مند ہوتی ہے۔ لہٰذا اس تباہ کُن مرض سے محفوظ رہنے کا مؤثر طریقہ یہ ہے کہ اپنے احسان کو بھول کر دل میں یہ خیال پیدا کرنے کی کوشش کیجیے کہ میرا صدقہ قبول کر کے اس نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ اس کے صدقہ قبول کرنے سے میرا واجب یا نفلی صدقہ ادا ہو گیا۔ نیز صدقہ دینے سے پہلے جس طرح اس سے ملتی تھیں اسی انداز سے ملیے، بلکہ ہو سکے تو مزید عاجزی سے ملیے کہ وہ اس کے ثواب کا ذریعہ بنتی ہے۔ مزید اپنا ذہن بنایئے کہ مجھے اپنی نیکیوں کو ضائع نہیں کرنا یعنی خدانخواستہ اگر دل میں خیال آئے کہ فلاں تو اب گویا میری غلام ہے، اس کو میں جو چاہوں کہوں اور اپنے احسانات گنوا کر شرمندہ کروں یہ مجھے کچھ نہیں کہہ سکتی تو خود کو یہ سوچ کر ڈرایئے کہ اگر اس کو تکلیف دینے کے سبب مجھے اپنی نیکیاں اسے دینا پڑیں یا معاذ اللہ اس کے گناہ میرے حصے میں آ گئے تو میرا کیا ہو گا! نیز یہ بھی یاد رکھیے کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ لہٰذا اس ہتھیار کو استعمال کرتے ہوئے احسان کر کے فوراً اُس مجبور و بے بس کے لیے دعا میں مصروف ہو کر اس کی مجبوری دور ہونے اور اپنی نیکیاں محفوظ رہنے کی دعا کیجیے۔

اگر ان باتوں کا خیال رکھیں گی تو ان شاء اللہ احسان جتانے کی عادت سے نجات پا جائیں گی۔

---

① احیاء العلوم، 1 / 291 ② تفسیر صراط الجنان، 1 / 400 ③ تفسیر صراط الجنان، 1 / 398 ④ مسلم، ص 65، حدیث: 293 ⑤ مسلم، ص 66، حدیث: 294 ⑥ احیاء العلوم، 1 / 292 ⑦ کیمیائے سعادت، 2 / 843

# تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے پندرہویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 9 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

| تعداد | عنوان | تعداد | عنوان | تعداد | عنوان |
|---|---|---|---|---|---|
| 2 | محافلِ نعت کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار | 3 | حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی | 4 | تقویٰ کی علامات |

**مضمون بھیجنے والیوں کے نام:** گجرانوالہ: نوشہرہ روڈ: بنتِ عبد الرزاق، بنتِ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی، بنتِ اعظم علی انجم۔ بہاولپور: یزمان: بنتِ محمد افضل۔ کوٹری: چمنِ عطار: بنتِ پرویز حسین، بنتِ ریاض۔ صادق آباد: سنجر پور: بنتِ محمد قاسم

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی

بنتِ محمد قاسم (ناظمہ جامعۃ المدینہ سنجر پور، صادق آباد)

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اتنے بلند مرتبے پر ہونے کے باوجود سب سے زیادہ عاجزی فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت قُدامہ بن عبدُ اللہ عامری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو صہبا اونٹنی پر سوار ہو کر رَمی کرتے دیکھا، جس میں مارنا پیٹنا تھا، نہ دُھتکارنا اور نہ ہی ہٹو بچو فرمانا۔[1]

حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص کو بارگاہِ رسالت میں لایا گیا، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اس سے گفتگو کی تو اس کے اعضا کانپنے لگے، حضور نے فرمایا: گھبراؤ مت! میں کوئی (دنیادار) بادشاہ نہیں ہوں، میں تو ایک ایسی خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔[2]

**عاجزی کا نرالہ انداز:** اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! اللہ پاک مجھے آپ پر فدا کرے! آپ تکیہ لگا کر کھایئے! کیونکہ اس میں آپ کے لئے آسانی ہے۔ حدیث بیان کرنے والے بزرگ فرماتے ہیں: سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنا سرِ اقدس اتنا جھکایا قریب تھا کہ ماتھا مبارک زمین پر جا لگتا، پھر فرمایا: میں ایسے کھاتا ہوں جیسے بندہ کھاتا ہے اور ایسے بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھتا ہے۔[3]

تری سادگی پہ لاکھوں تری عاجزی پہ لاکھوں
ہوں سلام عاجزانہ مَدنی مدینے والے

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بڑے منصب اور بلند مرتبہ ہونے کے باوجود لوگوں میں سب سے بڑھ کر عاجزی فرمانے والے تھے اور تکبر آپ سے بہت دور تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ آپ نبی بادشاہ ہونا پسند کرتے ہیں یا نبی بندہ؟ تو آپ نے نبی بندہ ہونا پسند فرمایا۔ اس وقت آپ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرض کی: آپ کی اسی عاجزی کے سبب اللہ پاک قیامت کے دن آپ کو تمام اولادِ آدم کی سرداری عطا فرمائے گا اور آپ ہی وہ پہلے شخص ہوں گے جو شفاعت کریں گے۔[4]

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لاٹھی مبارک پر ٹیک لگائے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ کے لئے کھڑے ہوگئے، آپ نے فرمایا: ایسے نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے بعض، بعض کی تعظیم کرتے ہیں اور فرمایا: میں تو ایک بندہ ہوں، اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔[5] حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا یہ ناپسند فرمانا اپنے صحابۂ کرام پر شفقت و عاجزی سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ کہیں تعظیم میں ممنوع زیادتی نہ کر

گزریں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قیام آنے والے کے لئے کہ جو فضل و علم والا، پرہیز گار یا شرف والا ہو مستحب ہے۔[6]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لوگوں کے پاس بیٹھے ہوتے تو اگر وہ آخرت کے بارے میں گفتگو کرتے تو ان کے ساتھ شریک ہو جاتے، اگر وہ کھانے پینے کے بارے میں گفتگو کرتے تب بھی ان کے ساتھ شاملِ گفتگو رہتے اور اگر وہ دنیا کے بارے میں بات چیت کرتے تو ان پر شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے اور عاجزی کے لئے ان کا ساتھ دیتے۔[7] بعض اوقات وہ آپ کے سامنے اشعار پڑھتے اور دورِ جاہلیت کی باتیں کر کے ہنستے تو ان کے ہنسنے پر آپ بھی مسکراتے[8] نیز انہیں صرف حرام باتوں پر جھڑکتے تھے۔[9]

**حضور کی عاجزی کی مختلف صورتیں:** حضور دراز گوش پر چادر کی زین رکھ کر سوار ہو جاتے، سواری پر اپنے پیچھے دوسروں کو سوار فرمالیتے،[10] مریض کی عیادت فرماتے، جنازے میں تشریف لے جاتے، غلام کی دعوت کبھی قبول فرماتے،[11] کپڑوں میں پیوند لگالیتے، نعلین شریف خود ہی گانٹھ لیتے۔[12] الغرض میرے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عاجزی کے پیکر تھے۔

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

| یَمْشِی مَعَ الْمِسْکِیْنِ وَالْاَرْمَلَۃِ | فِیْ حَاجَۃٍ مِنْ غَیْرِ مَا اَنَفَۃِ |
| --- | --- |
| یُرْدِفُ خَلْفَہٗ عَلَی الْحِمَارِ | عَلٰی اِکَافٍ غَیْرَ ذِیْ اسْتِکْبَارِ |
| یَمْشِیْ بِلَا نَعْلٍ وَلَا خُفٍّ اِلٰی | عِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ حَوْلَہُ الْمَلَا[13] |

## تقویٰ کی علامات

بنتِ محمد افضل (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز یزمان، بہاولپور)

تقویٰ کا معنی ہے: نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور اصطلاح میں اس سے مراد نفس کو ہر اس کام سے بچانا ہے جسے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شخص عذاب کا حق دار ہو۔[14] جیسے کفر و شرک، کبیرہ گناہوں، بے حیائی کے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا، حرام چیزوں کو چھوڑ دینا اور فرائض کو ادا کرنا وغیرہ۔[15] یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تیرا خدا تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ہے۔[16]

تقویٰ بہت عظیم عبادت ہے، تقویٰ ہی وہ وصف ہے جس کی بدولت انسان گناہوں سے خود کو بچاتا اور نیکیاں اپناتا ہے، اسی لئے اللہ پاک نے تقویٰ اختیار کرنے والے کو سب سے زیادہ عزت والا قرار دیتے ہوئے فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ (پ26، الحجرات:13) ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ ہمارے ربِّ کریم نے عزت و مرتبے کا معیار تقویٰ کو قرار دیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے: بندہ اس وقت تک متقین کے مرتبے تک نہیں پہنچتا جب تک یہ نہ ہو کہ ناجائز میں پڑنے کے خوف سے جائز کو بھی چھوڑ دے۔[17]

در اصل تقویٰ خوفِ الٰہی کا نام ہے لیکن قرآنِ کریم میں تقویٰ توحید پر ایمان، توبہ، بندگی، گناہ چھوڑنے اور اخلاص کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔[18]

**تقویٰ کی علامات:** تقویٰ کی مختلف علامات مختلف حضرات نے ذکر کی ہیں۔ مثلاً ☆ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے پوچھا: کیا آپ نے کانٹوں والا راستہ اختیار کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے کہا: تو آپ نے (کانٹوں سے بچنے کے لئے) کیا عمل کیا؟ حضرت عمر نے فرمایا: میں نے پائنچے اوپر اٹھائے اور ان سے بچ نکلا۔ حضرت اُبَی بن کعب نے کہا: یہی تقویٰ ہے۔[19] ☆ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں: متقی کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ پر قائم نہ رہے اور اپنی عبادت پر غرور نہ کرے۔[20] ☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تقویٰ میں تمام بھلائیاں جمع ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس کی اللہ پاک نے پچھلوں اور اگلوں کو وصیت فرمائی ہے۔[21] ☆ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تقویٰ یہ ہے کہ مخلوق تیری زبان میں، فرشتے تیرے کاموں میں اور عرش کا مالک تیرے دل میں عیب نہ پائیں۔[22]

☆امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: متقی وہ شخص ہے جو عبادات کرے اور منع کی گئی چیزوں سے بچے۔[23] ☆امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے 40 گھڑے گھی خریدا۔ غلام نے خبر دی کہ ایک گھڑے سے مرا ہوا چوہا نکلا ہے! پوچھا: کون سے گھڑے سے؟ عرض کی: یہ مجھے یاد نہیں۔ فرمایا: سب گھڑوں کا گھی زمین پر پھینک دو (کیونکہ سب میں شبہ پیدا ہو گیا۔)[24]

اللہ اکبر! ہمارے بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کے تقویٰ کی بھی کیا شان ہے کہ حرام و ناجائز کاموں سے تو خود کو بچاتے ہی ہیں لیکن شبہے والی چیز کے پاس بھی نہ جاتے۔ یہی وہ پاکیزہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا: فَاِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۝

(پ3، اٰل عمرٰن:76) ترجمہ کنز العرفان: تو بیشک اللہ پرہیز گاروں سے محبت فرماتا ہے۔ متقین ہی پیروی کے لائق ہیں۔ ہمیں بھی اپنے بزرگوں کی سیرت کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس گئے گزرے دور میں شیخِ کامل، سنتوں کے عامل، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اور متقین کی جیتی جاگتی تصویر ہیں، ان کے ملفوظات، تحریرات اور کلام پڑھنے سننے والوں میں تقویٰ کا نور پیدا کر دیتے ہیں، آپ کی نگاہِ فیض نے لاکھوں لوگوں کو تقویٰ کی راہ پر چلایا۔ ہمیں بھی تقویٰ کے پیکر امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کی فرمانبرداری و پیروی کر کے متقیہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ کریم ہمیں اپنے مخلص و متقی بندوں کے صدقے تقویٰ کی دولت سے نوازے۔

تو ڈر اپنا عنایت کر رہیں اس ڈر سے آنکھیں تر
مٹا خوفِ جہاں دل سے مٹا دنیا کا غم مولیٰ[25]

## محافلِ نعت کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

بنتِ محمد افضل (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز زمان، بہاولپور)

عاشقانِ رسول نے ہر دور میں اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعریف کے لئے مختلف انداز اپنائے ہیں۔ کسی نے نظم کا انتخاب کیا تو کسی نے نثر کا سہارا لیا۔ انداز کوئی بھی ہو مقصد محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعریف بیان کر کے اپنے آقا و مولیٰ اور ان کے ربِّ کریم کی رضا حاصل کرنا ہے۔ حضور کی تعریف اور عادات و فضائل کو نثر کی صورت میں بیان کرنا نعت خوانی یا نعت گوئی کہلاتا ہے۔ شریعت کی حدود میں رہ کر جتنی بھی تعریفِ مصطفٰے کی جائے اتنی ہی کم ہے۔ نعت خوانی عظیم الشان عبادت ہے۔ عشقِ رسول پھیلانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن فی زمانہ یہ پیاری عبادت بھی بہت ساری بُرائیوں میں گھر چکی ہے۔ لہٰذا تمام خواتین کو چاہئے کہ وہ نعت شریف کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے نعت پڑھیں اور سنیں اور محافلِ نعت میں پائی جانے والی خرافات اور غیر شرعی کاموں سے مکمل پرہیز کریں تاکہ نعت خوانی رضائے الٰہی و رضائے مصطفٰے کا ذریعہ اور عظمتِ مصطفٰے دلوں میں روشن کرنے کا سبب بن سکے۔ یہاں عورتوں کی نعت شریف کی محافل میں ہونے والے چند ایسے غیر شرعی کاموں کی نشاندہی کی جارہی ہے جنہیں ہماری بھولی بھالی خواتین ثواب سمجھ کر کرتی ہیں حالانکہ وہ شریعت کی نظر میں گناہ ہوتے ہیں۔

**عورت کی آواز:** عورتوں کا اس قدر بلند آواز سے نعت پڑھنا کہ اجنبی مرد سنیں سخت منع ہے کہ عورت کی سریلی آواز بھی عورت ہے۔

**غیر شرعی کلام:** بعض اوقات علم نہ ہونے اور نادانی کی صورت میں نعت خوانی کے نام پر ایسے کلام بھی پڑھے جارہے ہوتے ہیں جو شرعاً قابلِ گرفت ہوتے ہیں۔ بعض کلام بے ادبی پر بھی مشتمل ہوتے ہیں اور بعض تو معاذ اللہ حدِ کفر تک پہنچے ہوتے ہیں۔ لہٰذا نعت پڑھنے والی خواتین کو چاہئے کہ صرف علمائے اہلِ سنت کے کلام ہی پڑھا کریں۔

**میوزک اور باجے کے ساتھ نعت خوانی:** آلاتِ موسیقی کھیل کود اور لغویات میں سے ہیں۔ گانے باجے بجانا اور انہیں سننا

ویسے ہی حرام ہے اور نعت خوانی جو کہ اہم عبادت ہے اس پر دف بجانا اور آلاتِ موسیقی کا استعمال کرنا اور بھی زیادہ حرام ہے۔ چنانچہ حضور مفتیِ اعظم ہند مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: دف بجا کر قصائد، نعت اور حالتِ قیامِ میلاد شریف میں صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ (دف مع جھانج ہو تو کیا حکم اور بلا جھانج ہو تو کیا حکم؟) تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہ چاہئے۔ ظاہر ہے کہ یہ سخت سوئے ادب ہے۔ اور اگر جھانج بھی ہوں یا اس طرح بجایا جائے کہ گَت (وہ دُھن جو ناچ کے ساتھ بجائی جائے) پیدا ہو جب تو حرام اشد حرام ہے۔ حرام در حرام ہے۔[26] لہٰذا ہماری خواتین کو چاہئے کہ وہ نعت خوانی میں ان حرام کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی روکیں اور ہرگز ہرگز ایسی نعت خوانیوں میں شرکت کر کے ایسی نعت خوانیاں کرنے والیوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

**لالچ:** اسی طرح نعت خوانی جیسی مقدس اور پاکیزہ نیکی کو دولت کے لالچ کی وجہ سے کاروبار اور پیشہ نہ بنایا جائے۔

اللہ کریم ہمیں ہر معاملے میں اور بالخصوص نعت خوانی جیسی مقدس عبادت میں احکامِ شریعت کی پاس داری کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبیِ الکریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) ابن ماجہ، 3/478، حدیث: 3035 (2) ابن ماجہ، 4/31، حدیث: 3312 (3) اخلاق النبی وآدابہ، ص38، حدیث: 140 (4) الشفاء، 1/130 (5) الشفاء، 1/130 (6) انوارِ غوثیہ شرح شمائل النبویہ، ص438 (7) احیاء العلوم مترجم، 2/1320 (8) مسلم، ص263، حدیث: 1525 (9) احیاء العلوم مترجم، 2/1320 (10) بخاری، 4/91، حدیث: 5964 ماخوذاً (11) ترمذی، 2/311، حدیث: 1019 (12) مسند امام احمد، 10/85، حدیث: 26107 (13) الفیۃ السیرۃ النبویۃ، ص83 (14) تفسیر نسفی، ص19 (15) تفسیر صراط الجنان، 1/62 (16) تفسیر خازن، 1/22 (17) ترمذی، 4/205، حدیث: 2459 (18) تفسیر کبیر، 1/267 ماخوذاً (19) تفسیر قرطبی، 1/146 (20) تفسیر کبیر، 1/268 (21) تفسیر قرطبی، 1/147 (22) تفسیر کبیر، 1/268 (23) تفسیر کبیر، 1/267 (24) رسالہ قشیریہ، ص143 (25) وسائلِ بخشش، ص98 (26) فتاویٰ مفتیِ اعظم، 5/216

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 43 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 58 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

| عنوان | تعداد | عنوان | تعداد | عنوان | تعداد |
|---|---|---|---|---|---|
| صفاتِ یحییٰ | 29 | شاگرد کے حقوق | 24 | کسی کا حق دبانے کی مذمت | 5 |

**مضمون بھیجنے والیوں کے نام:** اسلام آباد آئی ٹین: بنت عمر عطاریہ، بنت عبد الرزاق۔ اوکاڑہ صابری کالونی: بنت بشیر احمد۔ بہاولپور: بنت ارشد۔ یزمان: بنت عبد الحمید۔ بورے والہ: بنت عبد الرحمٰن۔ فیصل آباد: بنت محمد طیب رسول۔ سمندری: بنت محمد اشرف عطاریہ۔ جھمرہ سٹی: بنت شوکت علی، بنت صفدر، بنت محمد انور، بنت محمد شریف۔ حیدر آباد: بنت حبیب اللہ عطاریہ۔ رحیم یار خان رحمت کالونی: بنت رمضان عطاریہ۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت رفیق عطاریہ، بنت سید ابرار حسین، بنت عمران، بنت فاروق احمد، بنت محمد نصیر، بنت یوسف قمر۔ ستراہ: بنت علی اعجاز۔ شفیع کا بھٹہ: بنت محمد شبیر۔ گلبہار: بنت آصف، بنت امیر حیدر، بنت سجاد حسین، بنت شبیر احمد، بنت طارق محمود، بنت ظہور الٰہی، بنت غلام حیدر، بنت محمد بشیر، بنت محمد رشید، ام میلاد بنت محمد رشید، بنت محمود حسین، بنت لطیف، بنت منور حسین۔ راولپنڈی: صدر: بنت محمد شفیق، بنت مدثر عطاریہ، بنت وسیم عطاریہ۔ واہ کینٹ: بنت وسیم، بنت سلطان۔ گوجر خان: بنت راجہ واجد حسین۔ کراچی: جناح ٹاؤن: بنت الیاس۔ دھوراجی: بنت شہزاد احمد۔ نارتھ کراچی: بنت محمد قاسم۔ محمود آباد: بنت سید افتخار حسین شاہ، بنت طارق محمود، بنت ناصر حسین۔ نور طیبہ انسٹیٹیوٹ: بنت صابر۔ کوٹ ادوسنانواں پنجاب: بنت مشتاق احمد۔ کوٹری: بنت وسیم۔ بہار کالونی: بنت ابرار۔ گجرات: سراجامنیرا: بنت اشتیاق حسین، بنت یاسر رضا عطاری۔ کنگ سہالی: بنت امتیاز۔ گجرانوالہ: بنت نصر اقبال۔ نوشہرہ روڈ: بنت عاشق بٹ۔ لانڈھی: بنت رئیس احمد۔ ملتان: بنت آفتاب، بنت راؤ تصور علی، بنت کاشف عمر۔ منظور آباد: بنت سلامت علی مدنیہ۔ میرپور خاص: بنت حافظ منظور احمد۔

## صفاتِ یحییٰ از بنتِ حبیب اللہ عطاریہ (حیدر آباد)

اللہ پاک نے بہت سی مخلوقات کو پیدا فرما کر ان میں سے انسان کو اشرفُ المخلوقات بنایا اور اسے اپنی اطاعت و عبادت کا حکم دیا، نیز اس کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام کو بھیجا۔ انبیائے کرام وہ انسان ہیں جن کی طرف اللہ پاک وحی نازل فرماتا ہے۔ تمام انبیائے کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں،

اللہ پاک انہیں عقلِ کامل سے نوازتا اور غیبی چیزوں کا علم عطا فرماتا ہے۔ یہ حضرات تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ اللہ پاک نے ان مقدس بندوں کے واقعات وصفات کو قرآنِ کریم میں مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے، ان میں سے ایک حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ آپ کی پیدائش کی خوشخبری پہلے ہی دے دی گئی تھی، آیئے! حضرت یحییٰ علیہ السلام کی چند صفات کے متعلق پڑھتی ہیں:

(1) بچپن میں شرفِ نبوت سے نوازے گئے: ارشادِ باری ہے: وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا (پ16، مریم:12) ترجمہ کنز العرفان: اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا فرمادی تھی۔ تفسیر صراط الجنان میں لکھا ہے: ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا فرمادی تھی جبکہ آپ کی عمر شریف تین سال کی تھی، اس وقت اللہ پاک نے آپ کو کامل عقل عطا فرمائی اور آپ کی طرف وحی کی۔[1]

(2) خوفِ خدا والے: اللہ پاک نے آپ کی ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ آپ بہت زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے: وَكَانَ تَقِیًّا (پ16، مریم:13) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ (اللہ سے) بہت زیادہ ڈرنے والا تھا۔

(3) والدین کے فرمانبردار: حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے والدین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے تھے: وَبَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ (پ16، مریم:14) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

(4) خوف وامید والے: حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ایک صفت یہ بھی تھی کہ آپ اپنے رب کو خوف واُمید کی حالت میں پکارتے تھے: وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا (پ17، الانبیاء:90) ترجمہ کنز العرفان: اور ہمیں بڑی رغبت سے اور بڑے ڈر سے پکارتے تھے۔

(5) نیکیوں میں جلدی کرنے والے: آپ کو ایک خوبی یہ بھی عطا کی گئی تھی کہ آپ بھلائی اور نیکی کے کام جلدی کیا کرتے تھے: اِنَّهُمْ كَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ (پ17، الانبیاء:90) ترجمہ کنز العرفان: بیشک وہ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔

اللہ پاک ہمیں انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

## شاگرد کے حقوق

بنتِ محمد انور (درجہ رابعہ، جامعۃ المدینہ گرلز جھمرہ سٹی، فیصل آباد)

اُستاذ و مُعَلِّم ہونا بہت بڑی سعادت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس منصب کی نسبت اپنی ذاتِ اقدس کی طرف کر کے اسے عزت و بزرگی کا تاج عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی مجھے مُعَلِّم بنا کر بھیجا گیا ہے۔[2] باعمل مسلمانوں پر مشتمل معاشرہ قائم کرنے میں استاذ کا کردار ایک باغبان کی طرح ہوتا ہے کہ جس کی توجہ و کوشش باغ کے پودوں کی ترقی و حفاظت کیلئے بے حد اہم ہوتی ہے۔ لہٰذا حضور نے استاذ کے رتبے کو عظمت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: جس نے کتابُ اللہ میں سے ایک آیت سکھائی یا علم کا ایک باب سکھایا تو اللہ پاک اس کے ثواب کو قیامت تک کیلئے جاری فرما دیتا ہے۔[3] ایک مرتبہ فرمایا: علم کو پھیلانے سے افضل ترین صدقہ لوگوں نے نہیں کیا۔[4]

استاذ اور طالبِ علم کا رشتہ انتہائی مقدس ہوتا ہے، لہٰذا استاذ کو چاہئے کہ اپنے طلبہ کی بہترین تربیت کے لئے ان باتوں پر عمل کی کوشش کرے: (1) طلبہ کو اپنی اولاد کی طرح جانے: استاذ روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ طلبہ پر اسی طرح شفقت کرے جس طرح کوئی باپ اپنی حقیقی اولاد پر کرتا ہے۔ (2) طلبہ کی ناکامی پر اداس اور کامیابی پر خوش ہو: اگر کوئی طالبعلم سبق سنانے یا امتحان وغیرہ میں ناکام ہو جائے تو اس کی ناکامی پر اداس ہو اور اس کی ہمت بندھائے نیز ناکامی سے پیچھا چھڑانے کیلئے اسے مفید مشورے دے اور کامیاب طالبِ علم کی حوصلہ افزائی کرے بلکہ ممکن ہو تو کوئی تحفہ بھی دے اور اس کی مزید کامیابیوں کیلئے دعا بھی کرے۔ (3) بیمار ہونے پر عیادت کرے: اگر کوئی طالبِ علم بیمار ہو تو سنت کے مطابق اس کی عیادت کر کے ثواب کمائے کہ ایک

حدیث میں ہے: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کیلئے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اگر شام کو عیادت کیلئے جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہو گا۔[5]

(4) شوقِ علم بڑھائے: وقتاً فوقتاً طالبِ علم کے شوقِ علم کو اُبھارے تاکہ وہ علمِ دین حاصل کرنے کے سفر کو جاری رکھے۔ اس سلسلے میں علمِ دین کے فضائل اور بزرگانِ دین کے واقعات سنانا بے حد مفید ہے۔

تعلقات میں برابری: تمام طلبہ سے برابری والا سلوک کرے۔ نہ چند طلبہ کو اپنا منظورِ نظر بنائے کہ دیگر طلبہ احساسِ کمتری کا شکار ہو جائیں اور نہ کسی طالبِ علم کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنائے کہ اس وجہ سے وہ علمِ دین کی برکتوں سے محروم ہو جائے۔[6] اللہ پاک ہمیں اس منصب پر فائز فرمائے اور اپنے شاگردوں اور تمام مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

## کسی کا حق دبانے کی مذمت

بنتِ محمد شفیق (جامعۃ المدینہ گرلز صدر راولپنڈی کینٹ)

ظلماً کسی کا مال دبا لینے کی بہت سی صورتیں ہیں جو سب بڑے گناہ میں داخل ہیں۔ چنانچہ تفسیر صراط الجنان جلد 2 صفحہ 190 پر سورۂ نسآء کی آیت نمبر 31 کے تحت چالیس کبیرہ گناہوں کی فہرست موجود ہے جن میں مالی حقوق دبانے کے متعلق بھی مذکور ہے مثلاً مقروض کو بلاوجہ تنگ کرنا، یتیم کا مال کھانا، غیر کے مال پر ظلماً قابض ہو جانا۔[7] مثلاً زمین، دکان، مکان وغیرہ پر قبضہ کرنا ان تمام صورتوں کی طرف قرآنِ کریم میں واضح طور پر یا پھر کسی طرح سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیثِ مبارک پیشِ خدمت ہیں:

(1) رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔[8] معلوم ہوا رشوت لینا مطلقاً حرام ہے، جو پرایا حق دبانے کیلئے دیا جائے رشوت ہے یونہی جو اپنا کام بنانے کیلئے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے ظلم دور کرنے کیلئے جو کچھ دیا جائے (وہ) دینے والے کے حق میں رشوت نہیں، یہ دے سکتا ہے، لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام۔[9]

(2) حضور نے معراج کی رات ایک ایسی قوم دیکھی جن کے ہونٹ اُونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے اور ان پر ایسے لوگ مُقَرَّر تھے جو اُن کے ہونٹوں کو پکڑتے، پھر اُن کے مونہوں میں آگ کے پتھر ڈالتے جو ان کے نیچے سے نکل جاتے۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے تھے۔[10] یاد رکھئے! یتیم کا مال ناحق کھانا مثلاً چھین لینا، اپنا گھٹیا مال دے کر بہترین مال لینا، یتیم کے مال سے نیاز فاتحہ خیرات کرنا یہ سب مال دبانے کی صورتیں ہیں۔

(3) جو شخص تھوڑی سی بھی زمین ناجائز دبا لے گا قیامت کے دن اسے زمین کے ساتویں درجے تک دھنسا دیا جائے گا۔[11] ظلماً کسی کی زمین، دکان مکان پر ناحق قبضہ کرنے والے شخص کے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: فاسق، فاجر، ظالم، جائر، مرتکبِ کبائر، مستحقِ عذاب النار وغضب الجبار ہے۔[12]

(4) جو کُھلے عام لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں۔[13] یعنی جو ظالم کھلے بندوں لوگوں کا مال چھین لے اور لوگ منہ تکتے رہ جائیں، ایسا ظالم ہمارے طریقہ ہماری جماعت سے خارج ہے، اسلام سے نکل جانا مراد نہیں کہ یہ جرم فسادِ عمل ہے فسادِ عقیدہ نہیں۔[14] (5) جو شخص (بغیر اجازت) دوسرے کا مال لے گا وہ قیامت کے دن اللہ پاک سے کوڑھی یعنی برص کا مریض ہو کر ملے گا۔[15] اللہ پاک ہمیں بڑے گناہوں سے بچتے ہوئے لوگوں کے ناحق مالی حقوق دبانے سے محفوظ فرمائے۔ اٰمین

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 6 / 72 (2) ابن ماجہ، 1 / 151، حدیث: 229 (3) کنز العمال، جزء: 10، 5 / 61، حدیث: 28700 (4) معجم کبیر، 7 / 231، حدیث: 6964 (5) ترمذی، 2 / 290، حدیث: 971 (6) کامیاب استاذ کون؟ ص 29 تا 36 ملخصاً (7) تفسیر صراط الجنان، 2 / 190 (8) معجم اوسط، 1 / 550، حدیث: 2026 (9) فتاویٰ رضویہ، 23 / 597 (10) تفسیر قرطبی، 3 / 39 (11) بخاری، 2 / 129، حدیث: 2454 (12) فتاویٰ رضویہ، 19 / 663 (13) ابوداود، 4 / 184، حدیث: 4391 (14) مراۃ المناجیح، 5 / 305 (15) معجم کبیر، 1 / 233، حدیث: 637

# اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

### شعبۂ تعلیم دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام بذریعہ آڈیو لنک آن لائن ٹریننگ سیشن

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے سنتوں بھرا بیان کیا

22 جولائی 2023 کو دعوتِ اسلامی کے شعبۂ تعلیم کے زیرِ اہتمام آن لائن ٹریننگ سیشن کا انعقاد ہوا جس میں بذریعہ آڈیو لنک 55 12 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ اس تربیتی سیشن میں دارُ الافتاء اہلِ سنت دعوتِ اسلامی کے مولانا مفتی محمد حسان عطاری مدنی نے محرم الحرام کے فضائل و مسائل کے موضوع پر تربیت کی نیز اسلامی بہنوں کی جانب سے بھیجے گئے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ واضح رہے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں میں 8 دینی کاموں کی تربیت کے ساتھ ساتھ شرعی مسائل پر بھی تربیت کا سلسلہ ہوتا رہتا ہے۔ مارچ 2023 سے جولائی 2023 تک اسلامی بہنوں میں آڈیو لنک کے ذریعے شرعی مسائل پر مشتمل 5 آن لائن ٹریننگ سیشنز منعقد ہو چکے ہیں جن میں دعوتِ اسلامی کے مفتیانِ کرام نے مختلف موضوعات پر شرعی رہنمائی کی۔

### شعبہ مکتبۃ المدینہ و تقسیمِ رسائل کی سٹی تا ٹاؤن سطح کی ذمہ داران کے لئے کراچی میں ٹریننگ سیشن

صاحبزادیِ عطار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے تربیت فرمائی

فیضانِ صحابیات، پی آئی بی کالونی، کراچی میں عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت تربیتی سیشن ہوا جس میں شعبہ مکتبۃ المدینہ و تقسیمِ رسائل کی سٹی تا ٹاؤن سطح کی ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ تربیتی سیشن کے شروع میں ملک سطح کی شعبہ مکتبۃ المدینہ و تقسیمِ رسائل ذمہ دار اسلامی بہن نے پریزنٹیشن کے ذریعے دینی کاموں کی کارکردگی بیان کی۔ دورانِ سیشن صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے اسلامی بہنوں کی تربیت کی اور ان کی جانب سے ہونے والے سوالات کے جوابات بھی ارشاد فرمائے۔ اس موقع پر کتاب "اسلامی بیانات" پڑھنے، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی بکنگ اور کُتُب و رسائل کی اہمیت پر بھی گفتگو ہوئی۔

### فنانس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے یوکے میں لرننگ سیشن کا انعقاد

مختلف ریجنز سے اسلامی بہنوں کی شرکت

فنانس ڈیپارٹمنٹ گرلز دعوتِ اسلامی کے تحت UK میں 12 اگست 2023 کو ایک لرننگ سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف ریجنز سے اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ معلومات کے مطابق دورانِ لرننگ سیشن نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے بذریعہ انٹرنیٹ مختلف اہم نکات پر کلام کیا اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کو مدنی پھولوں سے نوازا۔

اسلامی بہنوں کی مزید مدنی خبریں جاننے کے لئے
اس ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

news.dawateislami.net

# اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے جولائی 2023 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

| دینی کام | | اوورسیز کارکردگی | پاکستان کارکردگی | ٹوٹل |
|---|---|---|---|---|
| انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں | | 292100 | | 292100 |
| روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں | | 30388 | | 30388 |
| مدرسۃ المدینہ (بالغات) | مدارس المدینہ کی تعداد | 4469 | | 4469 |
| | پڑھنے والیاں | 31736 | | 31736 |
| ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع | تعداد اجتماعات | 4330 | | 4330 |
| | شرکائے اجتماع | 125771 | | 125771 |
| ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں | | 30086 | | 30086 |
| ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ) | | 10579 | | 10579 |
| ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں | | 130377 | | 130377 |
| وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل | | 36060 | | 360360 |
| مدنی کورسز | تعداد مدنی کورسز | 171 | | 171 |
| | شرکائے مدنی کورسز | 4624 | | 4627 |

## تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے دسمبر 2023)

1. 10 صفاتِ مومنہ قرآنِ کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2. نوکر و ملازم کے 5 حقوق
3. جھوٹی گواہی کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

## معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے دسمبر 2023)

1. شیطان کی مکاریاں قرآنِ کریم کی روشنی میں
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز
3. شادی کی ناجائز رسموں کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 ستمبر 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

# شعبہ مدنی مذاکرہ (برائے خواتین)

امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک ذات سے ایک عالَم فیض یاب ہو رہا ہے۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک ذات سے برکتیں سمیٹنے کا سب سے بہترین ذریعہ "مدنی مذاکرہ" دیکھنا سننا بھی ہے۔ مدنی مذاکرے میں عقائد و اعمال، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت اور روحانیت وغیرہ مختلف موضوعات پر سوالات (Questions) کئے جاتے ہیں اور آپ ان کے جوابات (Answers) عطا فرماتے ہیں، اسی کو دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں "مدنی مذاکرہ" کہا جاتا ہے۔

**شعبہ مدنی مذاکرہ کے کام:**

دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہر ذمہ دار (ذیلی حلقہ تا عالمی ہر شعبہ، دَارُ السُّنَّہ، جامعۃ المدینہ، مدرسۃ المدینہ، دارُ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی (گرلز) کی معلمات، ناظمات، طالبات، اسٹاف وغیرہ) بلکہ تمام عاشقاتِ رسول کو بھی مدنی مذاکرہ سننے کا عادی بنانا ہے۔

**فرمانِ امیرِ اہلِ سنت:**

مدنی مذاکرے فرض علوم اور دعوتِ اسلامی کے دینی کام سیکھنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔

الحمد للہ! مدنی مذاکروں سے عقائد و اعمال اور ظاہر و باطن کی اصلاح، محبتِ الٰہی و عشقِ رسول کی دولت کے ساتھ ساتھ شرعی، طبّی، تاریخی اور تنظیمی معلومات کا انمول خزانہ ہاتھ آتا ہے نیز مزید علمِ دین حاصل کرنے کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت و فائدے کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ہفتے (Saturday) کو بعد نمازِ عشا مدنی چینل پر نشر ہونے والے ہفتہ وار مدنی مذاکرے، رَمَضانُ المبارک میں پورا ماہ بعد نمازِ عصر و تراویح 2 مدنی مذاکرے، بڑی راتوں (12 ربیع الاوّل، 11 ربیع الآخر وغیرہ)، ذو الحِجَّۃ الحرام، مُحَرَّمُ الحرام، ربیعُ الاوّل اور ربیعُ الثانی کے شروع کے دنوں میں ہونے والے مدنی مذاکروں میں بذریعہ مدنی چینل خود بھی شرکت کیجئے اور دوسری خواتین کو بھی ترغیب دلایئے تاکہ ہمارے ساتھ ساتھ ان کی بھی دنیا و آخرت سنور جائے۔ اللہ کریم ہمیں پابندی کے ساتھ مدنی مذاکرہ دیکھنے، سننے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اٰمین

مدنی مذاکرہ ہے شریعت کا خزینہ
اَخلاق کا تہذیب کا طریقت کا خزینہ


فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931